

مفتی محمد شفیع

لاہور

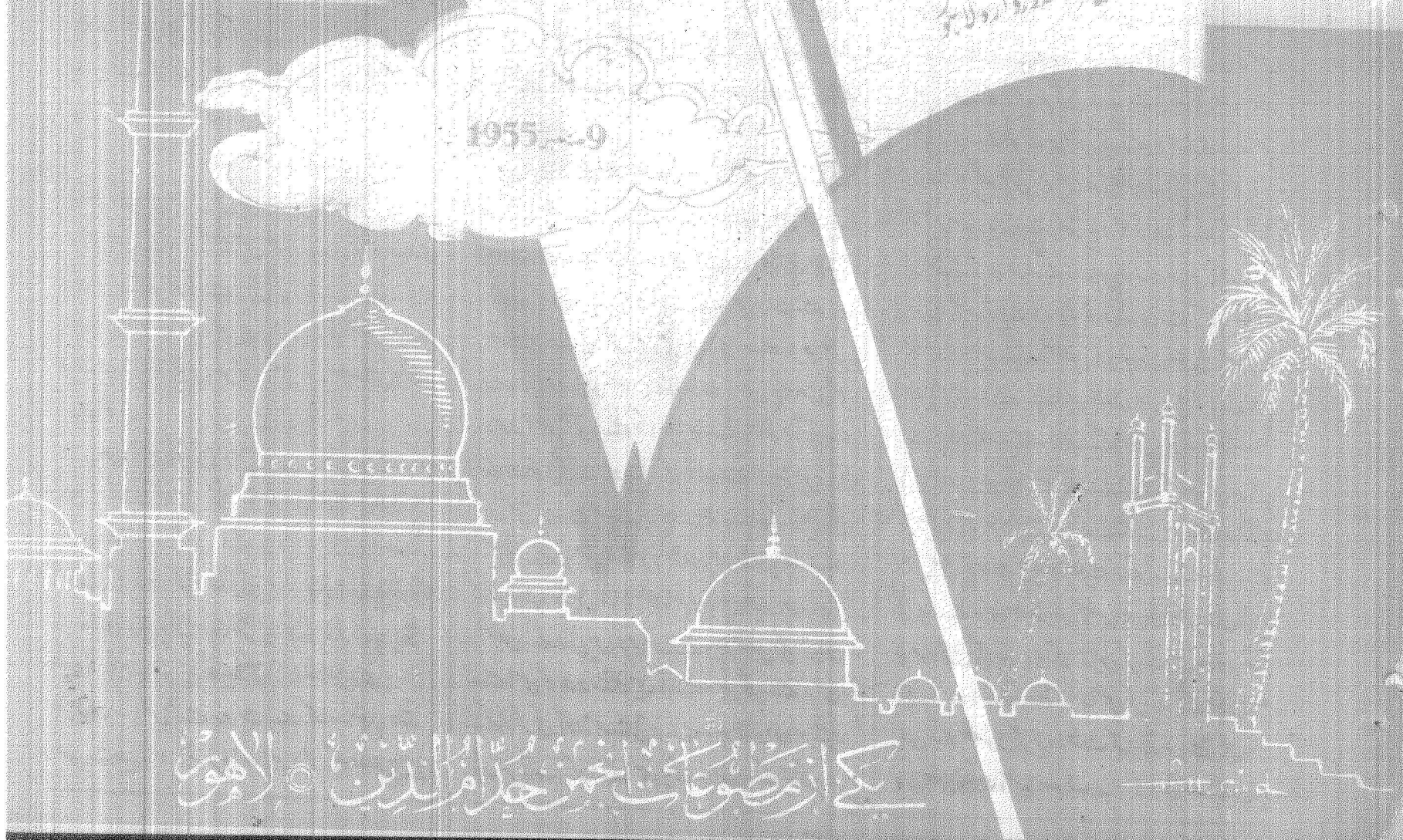
# معارف اسلامی

پندرہویں سال

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی  
شیرانی والدہ و ازوالہ

9 ستمبر 1955

کے انصاف و انصاف کے لئے





ترجمہ :- اس شخص سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اللہ کے ساتھ ہیں یا



# خبرنامہ اہل بیت

جلد ۱۰ یوم جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۵ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۵۵ء شمارہ ۱۰

## کشمیر

پاکستان میں کچھ ایسے مسائل ہیں جن کے موضوعات بھی فرسودہ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ کشمیر ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے ہی سے مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور آج تک عقدہ لاخیل بنا ہوا ہے۔ آٹھ سال کے دوران میں پاکستان اور اقوام متحدہ کی طرف سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی بار بار کوششیں ہوتی رہیں۔ لیکن اس تنازعہ کے فریق ثانی ہندوستان کا موقف کچھ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ بھارت کے وزیر اعظم خاص بنی الاقوامی شہرت کے مالک ہیں اور اقوام عالم کے مسائل میں پوری دلچسپی لیتے ہیں۔ لیکن کشمیر کے بارے میں اپنا حکمت نگاہ نہایت عامیانہ رکھتے ہیں۔

یکم جنوری ۱۹۴۹ء جبکہ اقوام متحدہ کے ایماء پر جنگ بند ہوئی تو اقوام متحدہ نے دونوں ممالک سے کہا کہ وہ اپنی اپنی افواج کا کشمیر سے انخلا کرنے کے لیے ایک روٹارڈ پیش کریں۔ پاکستان نے تو مارچ ۱۹۴۹ء میں اپنی رپورٹ بھیج دی، لیکن ہندوستان اپنے وعدہ پر قائم نہ رہا۔ کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ نے اگست ۱۹۴۹ء میں تجاویز پیش کیں جنہیں ہندوستان نہ مانا۔ اقوام متحدہ کو دوش ہو گیا کہ ہندوستان انخلا افواج پر آمادہ نہیں ہے۔ بہر حال ایڈمیرل نمٹز کو اس قضیہ کا ثالث مقرر کیا گیا۔ لیکن ہندوستان اس پر بھی انگاری ہو گیا۔ پھر جب ایڈمیرل موصوف نے اپنی تجاویز ۱۹۴۹ء میں پیش کیں اور کہا کہ وہ ناکام رہے ہیں۔ لہذا حفاظتی کونسل کے صدر اس مسئلہ کا حل تلاش کریں۔ جب صدر نے فریقین سے مشورہ کئے بعد کچھ تجاویز پیش کیں تو ہندوستان نے ان پر عمل درآمد کرنے سے انکار کر دیا۔

جولائی ۱۹۵۵ء میں اقوام متحدہ نے سر اورن ٹوکس کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ان کا یہ کام تھا کہ وہ پانچ ماہ میں فریقین کی افواج کو غیر مسلح کرنے کا انتظام کریں۔ لیکن ان کی تجاویز کو دونوں ممالک نے مسترد کر دیا۔

جنوری ۱۹۵۵ء میں جب دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کا لندن میں جلسہ ہوا تو اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ آزادانہ انتخابات ہونے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک یہ تجاویز منظور کریں۔

۱۔ دولت مشترکہ ایک فوج جو آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی افواج پر مشتمل ہو کشمیر بھیجے جو رائے شادی کی نگرانی کرے۔

ب۔ علاوہ ازیں ہندوستان اور پاکستان کی مشترکہ افواج بھی موجود ہوں۔

ج۔ انتخابات کا نگران مقامی باشندوں سے ایک فوج تیار کرے جو مندرجہ بالا افواج کی امداد کریں۔

مارچ ۱۹۵۵ء میں برازیل کے سفیر نے تجویز کیا کہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی دو مختلف قراردادوں (ایک مؤرخہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور دوسری مؤرخہ ۵ جنوری ۱۹۴۹ء) میں جو تضاد ہے اس کو ختم کرنے کے لیے دونوں ممالک ایک ثالث مان لیں۔ اس تجویز کو ہندوستان نے رد کر دیا۔ البتہ پاکستان نے اس کو بھی مان لیا تھا۔

جب ۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو اقوام متحدہ نے ڈاکٹر فرنیک گراہم کو بطور ثالث مقرر کیا تو وہ ہند و پاکستان میں آئے لیکن ہندوستان نے سخت مخالفت کی۔ انہوں نے اکتوبر ۱۹۵۵ء میں رپورٹ پیش کی کہ دونوں ملک خود ہی اس مسئلے کا حل تلاش کریں۔ پھر مئی ۱۹۵۵ء کو ڈاکٹر گراہم دونوں ممالک سے

گفت و شنید کرتے رہے۔ لیکن عدم تعاون کی وجہ سے پھر ناکام رہے۔

علاوہ ازیں وہ ایک مرتبہ پھر اقوام متحدہ نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔ پھر پاکستان کے وزیر اعظم کی کوششوں سے مسئلہ میں دہلی میں بات چیت ہوتی رہی۔ اگرچہ بات چیت ناکام نہ ہوئی لیکن کچھ ٹپے بھی نہ ہوا۔ اور ملتوی ہو گئی۔ اس سال جب پھر پاکستان کی طرف سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش ہوئی تو ہندوستان نے امریکی امداد کا بہانہ بنا لیا اور کہا کہ ہندوستان سابقہ وعدوں کا پابند نہیں رہا۔

ناظرین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ ہندوستان نے کشمیر کے معاملے میں کس قدر بے مروتی اور نا انصافی کی۔ مندرجہ بالا حقائق کے علاوہ ہندوستان کی نا انصافی اس بات سے بھی عیاں ہے کہ اس نے جوٹا لکھہ کو اس لیے ہڑپ کر لیا کہ وہاں کی رعایا کی اکثریت ہندو تھی۔ لیکن کشمیر میں چونکہ اس کے برعکس معاملہ ہے۔ لہذا وہاں بجائے رعایا کے راہی کے مذہب کو اہمیت دی جا رہی ہے کہ چونکہ جہاں کشمیر نے ہندوستان سے الحاق کر لیا۔ لہذا وہ الحاق بالکل جائز ہے۔ ہمیں ہندوستان کی اس بے اصولی پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہ صرف کشمیر کے پالیس لاکھ عوام کی خواہشات کو کھیل رہا ہے۔ بلکہ اقوام عالم کی آواز پر بھی کان نہیں دھرتا۔ بہر حال ہم وزیر اعظم ہندوستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے موقف پر فوراً نظر ثانی کرے اور کشمیری عوام کو اپنی رائے آزادانہ استعمال کرنے کا موقع بہم پہنچائے۔

اس سلسلہ میں کچھ ہیں اپنی حکومت سے بھی کہنا ہے وہ یہ کہ ابھی تک جن سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کیا جاتا چاہیے تھا وہ نہیں ہوا۔ ابھی تک کشمیر برائے تقریباً ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔ اور عوام اس مسئلہ سے نہایت غور رکھے گئے ہیں لیکن حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ شروع شروع میں عوام نے نہایت بہادرانہ جذبات کا اظہار کیا انہوں نے نہ صرف جہادین کے لیے ہر قسم کی امداد بہم پہنچائی۔ بلکہ عملی طور پر بھی جہاد کشمیر میں حصہ لیا اور قادی کشمیر کا ایک معتدبہ حصہ آزاد بھی کر لیا۔

اس ماہ پاکستان کی کل پارٹی کا نفرس کشمیر کے بارے میں حکومت کی سرکردگی میں ہو رہی ہے ہم حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ ہر سے غور و

مذاہمت کے بعد طے شدہ تجاویز کو فوراً علی جامہ پہنائے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اس قضیہ کو نہایت سنجیدگی سے حل کیا جائے۔

# سرمایہ داری - اشتراکیت - ای - اسلام

(۲۱)

(۱) از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری بدست

(ح) حضرت ابوہریرہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس میں سرمایہ دار کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مزدور کو اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُچھٹا کر دے۔ یعنی اُجرت میں تاخیر اور مزدور کو پریشان کرنا اسلام میں حرم ہے۔

آپ نے خود فرمایا کہ اگر ہمارے نظام میں یہ اصول رائج ہو جائیں تو کسی کو کسی سے شکایت نہ ہوگی۔ لیکن دوسری طرف یہ سرمایہ دارانہ مزدور کا وجود تسلیم کرتی ہے اور نہ سرمایہ دار کو مزدور ایک آنکھ بھاتا ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کو برباد کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

اشتراکیت کی طرح اسلام میں مالیت سرمایہ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مالیت سرمایہ کا یہ مطلب ہے کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ فلاں شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ یا ایک مکان سے زیادہ نہ ہو یا منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کی کوئی حدود ہیں۔ جائیداد فی حق سے کمائی ہوئی دولت تقسیم نہ کر کے اسلامی اصول کی پابندی کے لئے ایک آدمی کے پاس کسی حد تک بھی ہو سکتی ہے۔

تاہم ایسی چیزیں بھی ہیں جو نہ کوہ بالا اصول سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کے عمومی اور مشترک فائدہ کو نظر رکھتے ہوئے کسی کی ذاتی ملکیت میں نہیں دیا جاسکتا۔ مثلاً کان سپے نگی ہوئی دھاتیں وغیرہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہوا اور پانی کو عام کیا ہے اسی طرح زمین کے خزانے بھی انسانوں کا یہ حیثیت عمومی سرمایہ ہیں اور کوئی انسان اسی دولت اور ثروت کے سہارے ان پر قابض نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی میں روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک جھیل کا مطالبہ کیا حضور نے اسے عطا فرمادی۔ پاس می سے ایک شخص بولا۔ حضور! اس میں تنگ موجود ہے۔ حضور نے فی الفور اپنا عطیہ یہ کہتے ہوئے واپس لے لیا کہ وہ جھیل عطا نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس میں سب کا مشترک مالی ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں محدثین کا قول کا نظام کردی ہیں۔ ایک تو یہ جن میں سے دھاتیں وغیرہ نہایت معمولی کوشش سے نکل آتی ہیں چنانچہ اس قسم کے ذخائر کو صرف عمومی تحریلی میں رہنا چاہئے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی صحیحہ الراۃ میں اس اصول کے منہوا ہیں۔

(نقشہ صحیفہ)

بندی کو بے ڈوبتی ہے۔ اس ضمن میں یہ بات اور بھی عجیب ہے کہ ہر دو نظاموں میں کوئی بھی نظام اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکا۔ سرمایہ دارانہ نظام تو بالخصوص اس کے جنگل میں گرفتار رہتا ہے۔ اندامی سرمایہ دار اور مزدور کے جھگڑے کے نتیجہ میں حکومتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور ملک میں سول وار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ہمارا موقف یہ ہے کہ اس کا بھی حل اسلام میں موجود ہے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر اہل مغرب اسلام کے بنائے ہوئے اصول کو اپنالیں تو ان ممالک سے یہ جھگڑے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکتے ہیں۔

ملازمت دہندہ اور ملازم کے تعلقات کو خوشگوار برقرار رکھنے کے لئے دونوں پر کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ جہاں غریب کی مشقت کے حل ہوتے ہیں۔ تجوریوں بھرنے والے کارخانہ دار کے لیے کچھ فرائض ہیں وہاں مزدوروں کو بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنے فرائض ایمانداری اور محنت سے پورے کریں۔ اپنا حق لینا اور دوسرے کا حق ادا نہ کرنا اسلام میں بڑا سنگین جرم ہے۔ سرمایہ دار کو کہا گیا ہے کہ وہ مزدور کے حق کا فاصہ نہ بنے۔ اس کو یہ اصول پیش نظر رکھنے چاہیے۔

(د) مزدور کو اس کی محنت کا پورا پورا معاوضہ دینا چاہئے اس کو غریب اور محتاج سمجھ کر تھوڑے پر رضا مند کر لینا بڑا جرم ہے۔

(ب) حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث کے مطابق حکم یہ ہے کہ مزدور کی جسمانی محنت انتظام سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اور اگر ایک کام مزدور اپنی جسمانی صلاحیت کی وجہ سے پورا نہیں کر پایا تو اس کو کئے ہوئے کام کے مطابق اُجرت دے دی جائے۔ اگر مزدور یہ مطالبہ کرے کہ اُجرت تب ملے گی جب پورا کام ختم کر دے گا تو اس کے لیے اللہ کے ہاں خدا ناک عذاب ہے۔

(ج) ایک صحابی حضرت ابو سعید کی روایت کے مطابق مزدور سے کام کروانے سے پیشتر ہی اس سے اُجرت ملے کر لی جائے۔ اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ اگر بعد میں مزدور کے بارے میں اپنی مرضی استحال کی جائے اور مزدور ناراض ہو۔

غلط ذرائع آمدنی پر پابندی

اپنے مال کا وہ حصہ نہ لے۔ سوائے اس کے کہ وہ آپس میں رضامندی اور بذریعہ تجارت ہو۔ (نہ ۹۹)

(۲) اپنی دولت کو غلط طریقے سے ضخیم نہ کرنا۔ ناجائز طریقے سے دولت سے رسیخ پیدا نہ کرنا۔ تاکہ تم اس دولت کو تصرف میں نہ آؤ۔ جس کو تم جانتے ہو کہ یہ تمہاری نہیں ہے (فقہ حنفی) اس آیت کے ذریعہ رشوت کی ممانعت کی گئی ہے۔

(۳) اس مرد اور عورت کے سزا کے طور پر ہاتھ کاٹ دو جو چوری سے دولت کھاتے ہیں (انعام: ۳۸) دوسری آیت میں ظوا کہ زنی کی مذمت اور سزا موجود ہے۔

(۴) جہاں شراب خوری اور فال وغیرہ منطوقی جہاں میں۔ (مائدہ: ۹۰-۹۱) چونکہ جہاں منجہبی دولت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے لہذا اس کی تادیب بھی موجود ہے۔ اس ضمن میں لارڈی برج اور اس قسم کی دوسری لٹریچر آیا جاتی ہیں۔

(۵) سود خوری کو ذریعہ آمدنی بنانا ناجائز ہے۔ (آل عمران: ۱۲۹)

قرآن کے ان احکام کو اگر معتقد احادیث کی روشنی میں سوچا جائے تو یہ چیز ظہور منٹن ہو جاتی ہے کہ اسلام نے صرف جائز اور حلال کی کمائی کی اجازت دی ہے۔ اور ان تمام ذرائع کا سد باب کیا ہے جہاں سے ناجائز کمائی کا شائبہ بھی ہو۔

اس کے بعد اسلام نے ملازم اور کارخانہ دار کے مہمگیر تنازعہ کو نہایت خوش اسلوبی سے طے کیا ہے۔ آج کی دنیا میں اس سے بڑھ کر خطرناک کوئی تنازعہ ہی نہیں۔ مادی ترقی نے اہل عالم کو مشین اور مزدور کا محتاج بنا دیا ہے اور جہاں کہیں مزدور ناراض ہوا تمام کاروبار حکومت معطل دے پس ہو جاتے ہیں۔ نہ جہاز چل رہے ہیں اور نہ اہل شہر ہیں۔ گرفتاریاں میں پڑتا ہیں۔ جلسے جلوس ہیں۔ غریبہ عملی طور پر حکومت تک چلائی ہو جاتی ہے۔ وچہ صرف یہ ہوتی ہے کہ سرمایہ دار۔ نہ زمینیں اور خود غرض ذائقہ ہوتا ہے۔ اور اس کی طرح ملکی شیراز



# کشمیر اور مسلمان

(از مسٹر اے ڈی جی ٹنگر)

عجب دورِ فلک ہے۔ آج یہ کس کی حکومت ہے  
کبھی زانغ و زغن جھٹیں۔ اگر شہنشاہ شاہیں پر  
جواہر لال کا یہ فیصلہ کشمیر کے حق میں  
مسلمان دب نہیں سکتا۔ کبھی باطل کی قوت سے

کچل ڈالے پرستارِ باطل کو جو دم بھر ہیں  
وہ شیرانِ عرب یعنی زبیر و خالد و طلحہ

یہ صدیقی و فاروقی۔ یہ کراچی و غفاری

ارے مسلم! تیری میراث ہے۔ دینِ برہمنی

زمانے کا تقاضا ہے۔ تو پھر گرم عمل ہو جا

مسلمان! وادی کشمیر میں اسلام رسوا ہے

مسلمان اور ہیبتِ غیر کی ہرگز نہیں ممکن

کٹا کر سرخسدا کی راہ میں کشمیر حاصل کر

مگر ان کی رعوت داعیِ ادبار و محبت ہے  
تو اسے مختار کل اسمیں بھی تیری کوئی حکمت ہے  
مسلمانانِ عالم کے لیے غیرت کو دعوت ہے

کہ اس کے قوتِ بازو میں خود بیز داں کی قوت ہے

غلامانِ محسوس میں وہ جرات ہے۔ وہ ہمت ہے

زمانے میں مسلم آج تک جن کی شجاعت ہے

مسلمان! کس کے اسلافِ معظم کی امانت ہے

فیض اللہ۔ شہیدِ کربلا سے تیری نسبت ہے

یہ وقت سرفروشی ہے۔ اگر کچھ پاس غیرت ہے

نکل آسرخف ہو کر یہ میدانِ شہادت ہے

خدا کی راہ میں مرنا ترے آبا کی سنت ہے

یہ زندوں کی بھی جنت ہے شہیدوں کی بھی جنت ہے

اگر اشعار میں تاثیر ہے آخر یقیں کر لے

کہ یہ مولائے بشرت کی محبت کی کرامت ہے



# مجلس

آج مؤرخہ ۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ یکم ستمبر ۱۹۵۵ء ذکر کے بعد غرور منا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے سندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مکان نہیں مکین واجب العزّت

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا أَفْتَنَانَا مِنْ تَهْلُكَةِ اللَّهِ وَلَا مُضِلٍّ لَهُ وَ مِنْ لُضْلَلِهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنُشْهِدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنُشْهِدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میرا جمعہ کا خطبہ پہلے روزنامہ نوائے پاکستان لاہور اور پھر سبقت روزہ "خدام الدین" لاہور میں چھپتا ہے۔ بعد ازاں یہ سبکداری صورت میں بھی چھپتا ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ یہ نعمت غالباً مغربی پاکستان میں میرے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے اگرچہ مجھے دہلی سے لایا تھا۔ میں اس زمانے میں سو ف کی عربی عبا پہنا کرتا تھا۔ ادیب میرے عربی عبا بھی اور اندر تنگ کڑی لگی ہوئی تھی۔ مجھے دہلی سے گرفتار کر کے پہلے شملہ کی حوالات میں رکھا گیا۔ پھر مجھے لاہور لائے تو خان بہادر عبدالعزیز سیٹھی ڈپٹی ڈائری کے حکم سے نوکھا کی حوالات میں رکھا گیا اس طرح کی بے سرو سامانی کے باوجود میں اللہ سے خوش ہوں کہ اس نے مجھے دین کی بہت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں اب ایوان لاہور سے بھی خوش ہوں کہ ان کو اللہ نے میری آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر میں آج مر جاؤں تو میری طبع شدہ چیزیں اتنی ہیں کہ جن کی برکت سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمادیں گے۔ میری آج کی تقریر کا عنوان ہے کہ دم مکان کا احترام نہیں ہوتا۔ مکین کے لحاظ سے اس کی عزّت ہوتی ہے۔

اسلام کے سوا سب مکان کی صفائی کرتے ہیں اسلام مکین کی صفائی کرتا ہے۔ جس میں آپ سے پوچھنا ہوں۔ کہ اگر مکان صاف ہو اور اس میں اٹھو یا بازاری نہ ڈی ڈیہ دگاے۔ تو کیا کسی کے نزدیک بھی اس مکان کی کوئی عزّت ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی پر

اما بعد۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو آپ سے کسی سے بہتر نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے کہ میں آپ سے زیادہ گنہگار ہوں۔ یہ میرا حال ہے۔ اور یہ نعمت مجھے اللہ کے فضل اور اپنے بزرگوں کی برکت سے نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ان بزرگوں کی قبول ہو کر قبول فرمائیں۔ جنتیں نازل فرمائیں۔ میرے بزرگوں نے مجھے اجازت دے رکھی ہے کہ میں دوسروں کو اللہ کا نام لینا سکھائوں۔ میں کسی کو نہیں ملتا۔ جو پوچھتا ہے اسے بتلا دیتا ہوں میں اپنے شیخ کی طرف سے وکالت اللہ کا نام بتلاتا ہوں۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ جن احباب کا مجھ سے تعلق ہے۔ ان کی رہنمائی کروں۔ تاکہ ہم سب اللہ کے سامنے سرخرو ہو کہ جاویں۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچنے کے لیے دروازہ محمدی سے گذرنے کی ضرورت ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (سورہ آل عمران رکوع ۳) ترجمہ :- ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت (کا دعوے) کرتے ہو، پھر میری پیروی کرو گے۔ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ بہت سے دوسرے احباب بھی آگے بڑھتے ہیں۔ چشم باریں دل اشارہ۔ اصل میں میری ذمہ داری انہی احباب کے متعلق ہے۔ جن کا مجھ سے اللہ اللہ کرنے کا تعلق ہے۔ میرے احباب تشریف لے آتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ تاکہ میں تباہت کے دن بری الذمہ ہو جاؤں۔

کچھ کی چھڑیوں کی صحبت تھی۔ اس کے باوجود اس کی کہنی عزّت تھی اگر سجدہ خواہ تھی ہو اس کے اند کوئی اللہ کا بندہ ہے۔ جس کی نظر کیسا اتنے سے اس کی ایک نظر پڑ جانے سے بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور اس کی جوتیوں میں بیٹھنا دنیا دار کے لئے باعث خسر ہے۔ حضور کا ارشاد ہے :-

اِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى مُسَوِّمٍ وَلَا اِلَى اَمْرٍ اَلَيْكُمْ ذَلِكُمْ كُنْظُرُ اِلَى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں اور نہ تمہارے بالوں کو دیکھتے ہیں۔ بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں (اس کو زیادہ واضح کرنے کے لئے سندھی کے چند اشعار کا مطلب عرض کئے دیتا ہوں۔ لڑکیاں ایک جگہ و نرات اکٹھی بیٹھتی تھیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ سوت کماٹ سکیں۔ سید اگر سوت خریدنے کے آئے جن کو تار تھا کہ انہوں نے باریک کاٹا ہے ان کو چھو کر چلے گئے۔ جن کو ٹوٹا تھا کہ مہار کاٹا ہوا کوئی بھی پسند نہ کرے گا۔ ان کا کاٹنا پورا خریدے گئے۔ ہم مکان ہے اور اس کے اندر روح مکین سے اسلام کہتا ہے کہ روح کی تہذیب کرو۔ دنیا جسم کی تہذیب کرتی ہے۔ اگر بال بھرے ہوئے نہ ہوں۔ بلکہ کٹا کٹی پٹی کی ہوئی ہو۔ کپڑے صاف ہوں۔ پوش پوش شدہ ہو۔ تو دنیا کی نظر میں ایسا شخص مذہب سے۔ گویا ان کے نزدیک عزّت کا مہیا ر ورت ہے۔ صہنی کے پاس دولت ہے تو وہ ان کی نظر میں معزز۔ کیونکہ وہ فرسٹ یا سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لے کر کراچی میں سفر کرتا ہے۔ سید کے پاس اگر دولت نہیں۔ تو وہ ٹھوڑا کلاس میں سفر کرے گا۔ وہ اللہ کی اصطلاح میں خشمین نہیں۔ اس مجلس ذکر کا بھی یہی مقصد ہے۔ کہ ہم جسم کی بجائے روح کی تہذیب کریں۔

اللہ والوں کی صحبت میں جاہل بھی مکین کی صفائی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت امرونی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم کا واقعہ بیان کیا ہوں۔ آپ کے نگار میں تجھوروں کے درخت تھے دارالافتاء کے نیچے کچھ کچھ درختیں توڑ کر کھاتے تھے۔ ایک دن ایک شخص نے ان کی شکایت کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا۔ اللہ وایا ہاں بد معاشرہ کو پکڑ کر لاؤ تو میں ان کو سزا دوں۔ وہ جاہل مطلق تھا۔ مگر صحبت میں رنگ چڑھا ہوا تھا۔ بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا۔ کہ حضرت سب سے بڑا بد معاشرہ تو میں ہوں۔ اس طرح اس نے حضرت کی طبیعت کا رخ پھیر دیا۔ اور آپ خاموش ہو گئے۔ یہاں ایک معمولی کلرک کو دیکھتے تو اس کا طرہ سرسبز حیات جتنا ہوتا



# اسلام میں نماز کی اہمیت

عبدالرحمن

(از حاجی کمال الدین صاحب مدرس (ہوکار پولو شین معتمد عالمی لائبریری)

ایک دفعہ نجد کی طرف حضور نے اترائی گئے تھے ایک لشکر بھیجا جو بہت ہی جلد ہی واپس لوٹ آیا، اور بہت سا مال غنیمت بھی ساتھ لایا۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ ذرا سی مدت میں ایسی بڑی کامیابی اور مال و دولت کے ساتھ کوئی حضور نے رشتہ فرمایا۔ کہ میں تمہیں اس سے بھی کم دولت میں اس مال سے بہت زیادہ غنیمت اور دولت کیلئے دواںی جماعت متبادوں یہ وہ لوگ ہیں جو صحیح کی نماز جماعت سے پڑھیں اور آفتاب نکلنے تک ایسی جگہ بیٹھیں کہ آفتاب نکلنے کے بعد وہ رکعت اترائی کا پڑھیں یہ لوگ بہت تھوڑے وقت میں بہت زیادہ دولت کما لیں گے میں حضرت شیخ بنی مشور سوئی اور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں ان کو پانچ جگہ پایا۔

۱۔ غرض کا سایہ خلوت میں پایا۔

۲۔ قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں۔

۳۔ ملکوتی کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو توفیق پائی۔

۴۔ پل صراط پر سے سہولت کے پار ہونا روزہ اور عقیقت میں پایا۔

۵۔ حدیث کی کتابوں میں نماز کے متعلق بڑی تاکید آئی ہے۔ اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ان سب کا احاطہ کرنا تو مجھ جیسے گھنگارہ اور کم علم کے لئے از حد مشکل ہے مگر کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

۱۔ حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ جلالت نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ ۲۔ نماز کے بارے میں اللہ کے دُورو (تین دفعہ بھی کہے ارشاد فرمائے) ۳۔ آدمی اور شرک کے درمیان نماز ہی حامل ہے۔ ۴۔ اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص دل کو فارغ کر کے اوقات اور مستحبات کی رعایت نہ کرے نماز پڑھے وہ مومن ہے۔

۵۔ حق تعالیٰ نے کوئی چیز نماز اور ایمان سے افضل فرض فرمائی نہیں کی۔ اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو افضل فرض کرتے تو فرشتوں کو حکم دیتے۔ چنانچہ کوئی فرشتہ رکوع میں ہے اور کوئی سجدہ میں اور کوئی قیام میں۔ ۶۔ نماز افضل جہاد ہے۔ جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شاہ

اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز سے سبٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ سبٹا بیٹے ہیں۔ ۸۔ جب کوئی آفت آسمان سے اُترتی ہے تو مسجد کے آبار کرنے والوں سے سبٹ جاتی ہے۔ ۹۔ اگر آدمی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا

ہے۔ تو اس کی آگ مسجد کی جگہ کو نہیں جلاتی۔

۱۰۔ اللہ نے مسجد کی بجائے کوئی کھرام فخر فرمایا ہے،

۱۱۔ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے روئے سوا وہ نماز ہے۔ جو وقت پر پڑھی جائے۔ ۱۲۔ اللہ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ پسند ہے کہ اس کو مسجد سے میں پڑھاؤ اور بھیجیں کہ پیشانی زمین سے رگڑا رہے۔ ۱۳۔ قرآن کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب مسجد میں پڑھاؤ، ۱۴۔ جنت کی کچیاں نماز ہیں۔ ۱۵۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو حیات کے دروازے کھل جاتے ہیں اور خدا کے اور نماز کے درمیان کے پورے سبٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھائی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔

۱۶۔ نمازی شدت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہی رہے تو کھٹکھٹا ہی رہے۔ ۱۷۔ نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسے کہ سر کا درجہ ہے بن میں۔ ۱۸۔ نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنا دیتا ہے نماز کے ذریعے سے بنالے۔ ۱۹۔ جو شخص اچھی طرح دیکھو کہ اس کے بعد شروع و ختم سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا افضل پڑھے کہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ سے معاف فرمادیتے ہیں۔

۲۰۔ زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعے سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے۔

۲۱۔ جو شخص دو یا چار رکعت نماز پڑھے اللہ سے کوئی دھماکتا ہے تو حق تعالیٰ شاہ وہ دعا قبول فرماتے ہیں خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتے ہیں۔

۲۲۔ جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروا دیا جاتا ہے۔ ۲۳۔ جو شخص ایک فرض انا کہ اللہ کے ان ایک مقبول دعا اس کی ہو جاتی ہے۔

۲۴۔ جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا ہے ان کے رکوع و سجود اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے۔ جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے۔ اور

دو ذبح اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ ۲۵۔ مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے طرد ہوتا رہتا ہے۔ اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے۔ تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی

ہے۔ اور اس کے بیکارے کی قطع کر لیتا ہے۔

۲۶۔ سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے۔

۲۷۔ نماز ہفتہ کی قرانی ہے۔ ۲۸۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۲۹۔ صبح کو جو شخص نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔ اور جو نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔

۳۰۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ۳۱۔ افضل ترین نماز آدمی رات کی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ ۳۲۔ میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غلام کتبی، آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرا ہے اور جس سے پاپا ہے محبت کریں۔ ۳۳۔ ایک دن اُس سے خدا، ہوتا ہے۔ اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں دیکھایا جاتا، اس کا بدلہ ضرور دیگا۔ اس میں کوئی تردید نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے امت ہے۔ ۳۴۔ آخرت کی دو کھین تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے شقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو امت پر فرض کر دیتا۔ ۳۵۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ تہجد صبحین کا طریقہ ہے۔ اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گویوں سے بدگئی ہے اور خطیوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلہ کی تہجد سستی بھی ہوتی ہے (۳۶۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کر دں گا۔

حق تو یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی دولت کی وجہ سے حضور اقدس رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ اسی لذت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضور نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضور کو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے دیکھا مجھے بھی شوق ہوا۔ حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے۔ مگر جب وہ رکوعیں اور رکوع دیکھے، تو سوچا کہ دو سو پر رکوع کر دیں گے۔ مگر وہ رکوعیں دیکھی، پھر سوچا کہ سو رکوع کے ختم ہی پر رکوعیں گے جب سورہ ختم ہو گئی۔ تو حضور نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے الحکم پڑھا۔ اور سورہ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں چپکا آخر میں نے سوچا کہ اس کے ختم پر رکوع کر دیں گے، حضور نے

۳۷۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۳۸۔ صبح کو جو شخص نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔ اور جو نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔

۳۹۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ۴۰۔ افضل ترین نماز آدمی رات کی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ ۴۱۔ میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غلام کتبی، آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرا ہے اور جس سے پاپا ہے محبت کریں۔ ۴۲۔ ایک دن اُس سے خدا، ہوتا ہے۔ اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں دیکھایا جاتا، اس کا بدلہ ضرور دیگا۔ اس میں کوئی تردید نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے امت ہے۔ ۴۳۔ آخرت کی دو کھین تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے شقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو امت پر فرض کر دیتا۔ ۴۴۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ تہجد صبحین کا طریقہ ہے۔ اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گویوں سے بدگئی ہے اور خطیوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلہ کی تہجد سستی بھی ہوتی ہے (۴۵۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کر دں گا۔

حق تو یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی دولت کی وجہ سے حضور اقدس رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ اسی لذت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضور نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضور کو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے دیکھا مجھے بھی شوق ہوا۔ حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے۔ مگر جب وہ رکوعیں اور رکوع دیکھے، تو سوچا کہ دو سو پر رکوع کر دیں گے۔ مگر وہ رکوعیں دیکھی، پھر سوچا کہ سو رکوع کے ختم ہی پر رکوعیں گے جب سورہ ختم ہو گئی۔ تو حضور نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے الحکم پڑھا۔ اور سورہ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں چپکا آخر میں نے سوچا کہ اس کے ختم پر رکوع کر دیں گے، حضور نے

۴۶۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۴۷۔ نماز ہفتہ کی قرانی ہے۔ ۴۸۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۴۹۔ صبح کو جو شخص نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔ اور جو نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔

۵۰۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ۵۱۔ افضل ترین نماز آدمی رات کی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ ۵۲۔ میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غلام کتبی، آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرا ہے اور جس سے پاپا ہے محبت کریں۔ ۵۳۔ ایک دن اُس سے خدا، ہوتا ہے۔ اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں دیکھایا جاتا، اس کا بدلہ ضرور دیگا۔ اس میں کوئی تردید نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے امت ہے۔ ۵۴۔ آخرت کی دو کھین تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے شقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو امت پر فرض کر دیتا۔ ۵۵۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ تہجد صبحین کا طریقہ ہے۔ اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گویوں سے بدگئی ہے اور خطیوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلہ کی تہجد سستی بھی ہوتی ہے (۵۶۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کر دں گا۔

حق تو یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی دولت کی وجہ سے حضور اقدس رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ اسی لذت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضور نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضور کو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے دیکھا مجھے بھی شوق ہوا۔ حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے۔ مگر جب وہ رکوعیں اور رکوع دیکھے، تو سوچا کہ دو سو پر رکوع کر دیں گے۔ مگر وہ رکوعیں دیکھی، پھر سوچا کہ سو رکوع کے ختم ہی پر رکوعیں گے جب سورہ ختم ہو گئی۔ تو حضور نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے الحکم پڑھا۔ اور سورہ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں چپکا آخر میں نے سوچا کہ اس کے ختم پر رکوع کر دیں گے، حضور نے

۵۷۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۵۸۔ نماز ہفتہ کی قرانی ہے۔ ۵۹۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۶۰۔ صبح کو جو شخص نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔ اور جو نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔

۶۱۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ۶۲۔ افضل ترین نماز آدمی رات کی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ ۶۳۔ میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غلام کتبی، آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرا ہے اور جس سے پاپا ہے محبت کریں۔ ۶۴۔ ایک دن اُس سے خدا، ہوتا ہے۔ اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں دیکھایا جاتا، اس کا بدلہ ضرور دیگا۔ اس میں کوئی تردید نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے امت ہے۔ ۶۵۔ آخرت کی دو کھین تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے شقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو امت پر فرض کر دیتا۔ ۶۶۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ تہجد صبحین کا طریقہ ہے۔ اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گویوں سے بدگئی ہے اور خطیوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلہ کی تہجد سستی بھی ہوتی ہے (۶۷۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کر دں گا۔

حق تو یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی دولت کی وجہ سے حضور اقدس رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ اسی لذت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضور نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضور کو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے دیکھا مجھے بھی شوق ہوا۔ حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے۔ مگر جب وہ رکوعیں اور رکوع دیکھے، تو سوچا کہ دو سو پر رکوع کر دیں گے۔ مگر وہ رکوعیں دیکھی، پھر سوچا کہ سو رکوع کے ختم ہی پر رکوعیں گے جب سورہ ختم ہو گئی۔ تو حضور نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے الحکم پڑھا۔ اور سورہ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں چپکا آخر میں نے سوچا کہ اس کے ختم پر رکوع کر دیں گے، حضور نے

۶۸۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۶۹۔ نماز ہفتہ کی قرانی ہے۔ ۷۰۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۷۱۔ صبح کو جو شخص نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔ اور جو نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔

۷۲۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ۷۳۔ افضل ترین نماز آدمی رات کی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ ۷۴۔ میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غلام کتبی، آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرا ہے اور جس سے پاپا ہے محبت کریں۔ ۷۵۔ ایک دن اُس سے خدا، ہوتا ہے۔ اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں دیکھایا جاتا، اس کا بدلہ ضرور دیگا۔ اس میں کوئی تردید نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے امت ہے۔ ۷۶۔ آخرت کی دو کھین تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے شقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو امت پر فرض کر دیتا۔ ۷۷۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ تہجد صبحین کا طریقہ ہے۔ اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گویوں سے بدگئی ہے اور خطیوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلہ کی تہجد سستی بھی ہوتی ہے (۷۸۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کر دں گا۔

حق تو یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی دولت کی وجہ سے حضور اقدس رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ اسی لذت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضور نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضور کو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے دیکھا مجھے بھی شوق ہوا۔ حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے۔ مگر جب وہ رکوعیں اور رکوع دیکھے، تو سوچا کہ دو سو پر رکوع کر دیں گے۔ مگر وہ رکوعیں دیکھی، پھر سوچا کہ سو رکوع کے ختم ہی پر رکوعیں گے جب سورہ ختم ہو گئی۔ تو حضور نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے الحکم پڑھا۔ اور سورہ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں چپکا آخر میں نے سوچا کہ اس کے ختم پر رکوع کر دیں گے، حضور نے

۷۹۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۸۰۔ نماز ہفتہ کی قرانی ہے۔ ۸۱۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز اول وقت پڑھنا ہے۔

۸۲۔ صبح کو جو شخص نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔ اور جو نماز کو جانتا ہے اس کے گناہوں میں ایمان کا پھینکا ہوتا ہے۔

۸۳۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ۸۴۔ افضل ترین نماز آدمی رات کی ہے۔ مگر اس کے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ ۸۵۔ میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غلام کتبی، آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرا ہے اور جس سے پاپا ہے محبت کریں۔ ۸۶۔ ایک دن اُس سے خدا، ہوتا ہے۔ اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں دیکھایا جاتا، اس کا بدلہ ضرور دیگا۔ اس میں کوئی تردید نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے امت ہے۔ ۸۷۔ آخرت کی دو کھین تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے شقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو امت پر فرض کر دیتا۔ ۸۸۔ تہجد ضرور پڑھا کرو۔ تہجد صبحین کا طریقہ ہے۔ اور اللہ کے قرب کا سبب ہے تہجد گویوں سے بدگئی ہے اور خطیوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بدلہ کی تہجد سستی بھی ہوتی ہے (۸۹۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کر دں گا۔

حق تو یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسی دولت کی وجہ سے حضور اقدس رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے۔ اسی لذت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضور نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، اور فرمایا کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک رات میں حضور کو مسجد نبوی میں نماز پڑھتے دیکھا مجھے بھی شوق ہوا۔ حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے۔ مگر جب وہ رکوعیں اور رکوع دیکھے، تو سوچا کہ دو سو پر رکوع کر دیں گے۔ مگر وہ رکوعیں دیکھی، پھر سوچا کہ سو رکوع کے ختم ہی پر رکوعیں گے جب سورہ ختم ہو گئی۔ تو حضور نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے الحکم پڑھا۔ اور سورہ آل عمران شروع کر دی میں سوچ میں چپکا آخر میں نے سوچا کہ اس کے ختم پر رکوع کر دیں گے، حضور نے



اور سورہ مائدہ شروع کر دی، اور اس کو ختم کر کے رکوع کیا اس کے بعد دوسری رکعت میں سورہ انفام شروع کی میں حضور کے ساتھ نماز پڑھنے کی امت نہ کر سکے۔ اور مجبور ہو کر چلا آیا، پہلی رکعت میں تقریباً پانچ بیسیاں سے ہوئے اور پچھلے رکعت میں چار سو بیسیاں، طین ان سے ایک ایک آیت پڑھا جڑا پڑھتے تھے۔ ابھی صورت یہ تھی کہ پہلی رکعت ہوئی ہوگی۔ آج کل کے عارفوں کی طرح نبیوں کو طوفان میل کی رفتار بھی چمکے کے سامنے شرمناک ہے۔ یہی توجہ ہوتی تھی کہ حضور کے پاؤں مبارک پر درو آجاتا تھا۔ گھر یا رکھتا چاہئے۔ کہ جس چیز کی لذت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ تو پھر شفقت اور تمکین و شہادت نہیں رہتی۔ اور اس کی شہادت میں تونہ برس کی عمر میں امتحان ہوا۔ اور اس پر انفس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا نفل جاتا رہا۔ وہ رکعتوں میں صرف دو سورتیں بقرا اور آل عمران پڑھی جاتی ہیں، زیادہ نہیں پڑھا جاتا۔ یہ دو سورتیں بھی پانچ بار پادلوں کی ہیں، محمد بن ساک فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک بڑا بھائی تھا اس کا ایک بڑا بھائی تھا جو دن کو پیشہ روزہ رکھتا احادیث بھرنے میں اور شوق شائیا مشغول تھا وہ سو کہہ کر آیا ہوگی کہ صرف پڑھی اور چڑھائی دیکھا تھا اس کے والد نے مجھ سے کہ تم اس کو روزا کھاؤ میں ایک مرتبہ اپنے دروازے میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ سامنے سے گذرا۔ میں نے اس کو بھایا۔ وہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، میں نے کہا شروع کیا ہی تھا کہ وہ کہنے لگا چپ شام آپ سخت کی کمی کا مشورہ دیں گے۔ چچا جان میں نے اس سے کہہ کے چند لوگوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے۔ انہوں نے کوشش اور محنت کی اور اذیتوں کے کی طرٹ بلائے گئے، جب وہ ہائے تڑپ توڑی غشی اور سرور کے ساتھ گئے۔ ان میں سے میرے بھائی کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل دن میں دو باران پڑھا ہوتا ہوگا کہ یہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائی گئی چچا جان ان جو انہوں نے بڑے بڑے مجاہد تھے۔ ان کی محنتیں اور جدوجہد سے بیان کہنے لگا جن کوئی نہ کریم دگر تھمر رہ گئے۔ اس کے بعد لڑکا اٹھ کر چلا گیا۔ تیسرے دن ہم نے نماز کو وہ بھی رخصت ہو گیا، اب بھی اس کے گھر سے زمانے میں اللہ کے بندے ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رات کا اکثر جمعہ نماز میں گزار دیتے ہیں، اور دن میں دین کے دوسرے کام تعلیم و تہذیب میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کو دیکھا کہ عشا کی نماز کے کان دیر کے بعد مسجد سے تشریف لائے سب مسلمان سوئے پڑے تھے اتفاق سے مجھے نیند آئی شاید اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کو آج کا نظارہ دیکھا مقصود ہو میں نے دیکھا کہ حضرت کچھ دے پاؤں کوئی چیز تلاش کر رہے ہیں وہسپاؤں اس سے کہ میری آسمیت سے کسی جہان کی نیند میں غل نہ پڑے تلاش سے ایک نیکی حضرت کو لا۔ پیسے تو اپنے پاس دالے ہمان کو کہتا ہوں کہ بھونڈا خرچ کیا جہاں کے کہ اور بھرا اس سے لگے کہ اسی طرح جوئے ہوئے جب میری باپائی کے قریب پہنچے تو میں فوراً اٹھ بیٹھا پیچھے سے ارشاد فرمایا حاجی صاحب نیند نہیں آئی نہ۔ میں بچ گیا کہ حضرت کا اشارہ ہے کہ جب نیند نہیں آتی تو اللہ انہ کو دے۔ آپ کے خلاق کا اندازہ کیجئے کہ نام ایک نہیں فرمایا کہ کمال الدین نیند نہیں آتی نہ۔ حالانکہ یہ لگنے لگے کہ حضرت کی جوتوں کے تروے کی خاک کے صرف ایک ذرے کے کہ درویش جتنے کے برابر بھی نہیں گما آپ کے اخلاق دیکھئے

عام سے کہتے تھے۔ کہ کمال الدین اگر نیند نہیں آتی تو اٹھ کر اللہ اللہ کہہ کر کیا یہاں سوئے گئے تھے ہوا، اور پھر حضرت کی انکری بھی لا حظ ہو کہ اپنے مریدین کو کبھی جھلیں وہ نہ عزت یہ ہے کہ مریدین اپنے ہر کی خدمت کی کرتے ہیں شریعت اللہ کے مسجد میں چلا گیا تھوڑے بہت تو اٹھ پڑھنے کے بعد جب نیند نے غلبہ کیا تو سوئے کے خیال سے آیا نہ کبھی حضرت نماز میں مشغول ہیں میں بھرا ہوں مسجد کے چلا گیا۔ مسجد میں لیٹ کر نیکو گزیدہ نہیں آئی۔ جب گھر لے گئے تو سے دو بجائے۔ میں پھر سوئے کی نرس سے آیا، دیکھا کہ حضرت پھر اسی طرح کھڑے ہوئے نماز میں مشغول ہیں مجھے کچھ بدانت سی جوتی کہ شیخ دوس قدر عبادت گزار اور توسوئے کی فطرت اور عواما مارا یا پھر سے ہر داپس مسجد میں چلا گیا۔ اور کچھ پڑھنے لگا اب چار بجے کا وقت تھا۔ اور اذان ہونے لگ رہی تھی میں اس شوق میں کہ دیکھوں حضرت کی تھوڑا بہت سوئے بھی ہیں یا نہیں مسجد سے واپس آیا دیکھتا ہوں کہ حضرت پہلے کی نسبت خدا زور زور سے ہمانوں کو باری باری چکھا بھول رہے ہیں زور سے اس لئے کہ شاید ہمانوں کا نر کے واسطے اٹھانا مقصود ہو حضرت کی طبیعت بڑی متواضع تھی واقع ہوئی آسمان کا موسم تھا اتنے آسمان کے گئے کہ ہم سب کا پیٹ بھی بھر گیا، اور کچھ بھی لپٹے، ہمان بھی اندازاً ۱۵۔۲۰ کے درمیان ہوں گے میں آم کھاتا تھا تھا، اور دل میں کہتا ہوا تھا کہ یا اللہ ایسا ہر تو سب کو نصیب کیجئے جو کچھ کے کھانے اور اصلاح باطن کے ذریعہ ایسے پیر تو بہت ہیں جن کا اپنے مریدوں کو ٹوٹ گھوٹ کر پھر بھی عذر نہ نہیں پھرنا جب یہ دور سے پر نکلتے ہیں تو سوئے اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا کہ ترانے وصل کر لے۔ اور عورتیں اٹھ لیں، اور یہ ہوا اور وہ جیا۔ نہ نماز روزہ خود ادا کرنا اور نہ سر میں کو تا کید کرنی۔ پھر ایسے پیر خود بھی جنہم کے اندر صحت ہوں گے، اور مریدین کا تو کتنا ہی کیا۔ جہاں پیر ہیں مرید۔ آم کھانے کے تھوڑی دیر بعد حضرت دارالعلوم میں پڑھانے کے لئے تشریف لینگے۔ میں بھی چھپے چھپے ہوا۔ حضرت کو دیکھتے ہی اپنی اپنی جگہوں سے شاگردوں نے بھی ایسے ذوق شوق کے ساتھ جانا شروع کر دیا کہ جیسے پروانہ سن کو دیکھ کر مرنے کے لئے رہا ہوتا ہے ایک بڑے کمرے میں سب جمع ہو گئے اور حضرت نے حاضر یعنی شرعی غائبہ ۵۰ سے اوپر تعداد بتائی اور آپ نے ان کو کیا خیال کوئی ذمہ بھی آواز نہ لگے۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ اس کمرے میں کوئی ہے ہی نہیں سبق شروع ہوا تو میری عقل تو حیران ہوئی کہ یا اللہ یہ کوئی انسان ہے یا فرشتہ رات بھر تو اللہ کی یاد میں ویسے جاگتا رہا۔ اور اب جب پڑھانے لگا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم کا ایک سمندر ہے جو پانچ سوطوں کے سامنے آگندہ کر گیا ہے وہ ہر کہ جب یہاں سے فائز ہو کر تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک صاحب حضرت کی انتظار میں تشریف فرما ہیں اس نے عرض کیا کہ حضرت یہ چھوڑ دے فلاں شخص نے آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں قبول فرمایا۔ حضرت نے ذرا وقف فرمایا اور سوچا کہ یہ کون شخص ہے جب خیال مبارک میں نہ آیا تو اس سے فرمایا کہ بھی نہ تو میں نہیں جانتا ہوں اور نہ اس شخص کو جس نے یہ روپیہ بھیجا ہے اس لئے میں نے سے سے بھروسہ ہوں اس نے کافی تاہنہ بھی بتایا، مگر حضرت نے قبول نہیں فرمائے آخر وہ یوں ہی واپس چلا گیا۔ یہ میں حقیقی معنوں میں اللہ والے

نہ لیں گے۔ اگر کوئی دیا دار ہو تو اتنی بڑی کثیر رقم کب بھولتا اور پھر اس کو یہ بھی نہیں فرمایا کہ جس نے یہ روپیہ بھیجا ہے اسی کو بھی دینا۔ پس یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ بھی نہ تو میں تم کو جانتا ہوں اور نہ اسے اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ معاف کیجئے آپ کو دوسرے میں یہاں تک تشریف لائے میں زحمت ہوئی جس پہلے یہ اوصاف ہوں تو پھر کیوں نہ ان کے جوتوں کی خاک کے جوتوں کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا جائے۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ عرسے تک سالوں کو ان سے فیض نصیب ہو آئیں تم میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ مولانا عبدالواحد لاہوری نے ایک دن ارشاد فرمایا۔ کیا حجت میں نماز ہوگی کسی نے عرض کیا کہ حجت میں نماز کیوں ہو وہ تو اعمال کے بندہ کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے کی۔ اس پر ایک آہ کھینچی اور روئے لگے اور فرمایا کہ بغیر نماز کے حجت میں کیسے کر گزرتے گی۔ ایسے ہی لوگوں سے دنیا کی اہم سے اور زندگی کی کامیابی حاصل کرنے والی حقیقت میں بھی مبارک بتیاں ہیں اللہ جل جلالہ۔ آپ لطف اور اپنے پر مرٹھے والوں کے لطفیں اس روپیہ کو بھی نواز دے تو اس کے لطف سے کیا بعید ہے۔ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں نماز، خوشبو اور عورتیں حضور کے پاس چند صبیحہ بھی تشریف فرما تھے حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا مجھے تین چیزیں محبوب ہیں آپ کے چہرہ اور کا۔ بھن اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے حضرت طرٹنے فرمایا۔ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں آپ کے مال کا علم کرنا۔ بڑی بات ہے روکی۔ اور پانچواں۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں قرآن، ہنگ کی نماز کرنا، بچے کوں کو کھلانا اور تنگوں کو کھانا پکانا، حضرت علی نے فرمایا مجھے تین چیزیں محبوب ہیں گرمی کا روزہ، ہمان کی خدمت اور دشمن پر تہوار، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے حق تعالیٰ شانہ نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ اگر میں یعنی جبریل دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیسے ہوتا حضور نے ارشاد فرمایا جبریل عرض کیا بھوئے ہوئے کہ دستہ تباغریا عبادت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور عبادتوں کی بندگی کی نہ کرنا۔ اور اللہ جل جلالہ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اللہ کی راہ میں طاقت کا خرچ کرنا مالی سے ہوا یا جان کا اور اگر نہ پر خدا مت کے وقت رونا اور غم پر سر کرنا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں پسند فرمائی وہ نماز ہے اسی کی برکت سے انبیاء اولیاء اور بزرگان دین کو مانع عالیہ نصیب ہوئے۔ پیشوا اور مصطفیٰ بننے کے لئے اسی کی انوریت ہے اسی کے ذریعے دربار اکہی میں بندہ کی اور قرب حاصل ہوتا ہے تاہم قطعی پریشانیوں سے بچ رہنے ہوتی ہیں۔ کبیر لوگ ہوں گے لے یہ کھارہ کا کام دیتی ہے بلکہ آئینہ نگاہ ہوں سے مانع ہو جاتی ہے تباہی دہشت کے لئے اعلیٰ تہیہ ہے۔ خلافت اہلی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ روزی کو کھینچنے والی ہے، صحت کی محافظ ہے بیماریوں کو دفع کرتی ہے دل کو تقویت دیتی ہے۔ چہرہ کو خوبصورت دیکھئے



# دُعا کے آداب

(از جناب قاری محمد ابراہیم صاحب مسجد لاہور علی لاکھو)

ہر ایک مسلمانوں کے مصائب و تباہی اور برائی کے جہاں اور بہت سے اسباب جمع ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ مصائب و آفات کے وقت ساری جائز دنیا جائز تہا پر کرتے ہیں۔ مگر حضور قلب سے چند کلمات دعا زبان سے ادا نہیں کرتے اور اگر کبھی بھولے بھٹکے دعا کی طرف توجہ بھی ہوتی ہے تو اس کے آداب کی رعایت نہیں کی جاتی۔ اس کے باوجود تقریباً ہر شخص کو بہت سے واقعات ایسے پیش آتے ہیں۔ کہ جب کبھی دل سے دعا مانگی فوراً قبول ہوئی۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی رحمت واسعہ رعایت آداب کی پابند نہیں۔ پھر بھی دعا سے غفلت اگر بدبختی نہیں تو اور کیا ہے۔ حالانکہ حدیث میں ہے۔ من فتح لک اکواب اللہ عا و فتح لک اکواب الرحمة۔ (ترمذی)

(ترجمہ) جس شخص کیلئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ حق تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے ہر وقت ہر جگہ اور ہر حال میں قبولیت دعا کی امید ہے۔ وہ کسی وقت اور کسی مکان کی مقید نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میں نہیں دو چیزیں بتا ہوں جو نہیں دشمنوں سے نجات دلاؤں گی اور نہ ہی کشادہ کریں گی اور وہ یہ ہیں۔ تم رات دن میں (جس وقت موقع ملے) اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگا کرو۔ کیونکہ دعا مسلمانوں کا شہیاد ہے (ذکر فی جمع الفوائد) لیکن حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بعض اوقات بعض مکانات اور بعض حالات کو مقبولیت دعا میں مخصوص انبیاء عطا فرمایا ہے۔ ان میں دعا مقبول ہونے کی زیادہ توقع ہے۔ اور دعاء کے لئے بعض آداب تعلیم ہی فرمائے۔ جن کی رعایت کے بعد دعا کا مقبول نہ ہونا عادتہ اللہ کے خلاف ہے)

## آداب دُعا

احادیث معتبرہ میں دعا کے لئے مفصلہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ جن کو ملحوظ رکھ کر دعا کرنا بلاشبہ کھیر کا میاں بنی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت ان تمام یا بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو یہ نہیں چاہئے کہ دعا ہی کو چھوڑ دے بلکہ دعا ہر حال میں مفید ہی مفید ہے اور ہر حال میں حق تعالیٰ سے قبولیت کی امید ہے۔

یہ آداب مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

(۱) کھانے۔ پینے۔ پہننے اور کمانے میں سرام سے بچنا۔ (رواہ مسلم و بخاری)

(۲) اخلاص کے ساتھ دعا کرنا۔ یعنی دل سے یہ سمجھنا کہ میرا اللہ تعالیٰ کے کوئی تہا پر مقصد پورا نہیں کر سکتا (الحاکم فی المستدرک)

(۳) دعا سے پہلے کوئی نیک کام کرنا اور بوقت دعا اس کا اس طرح ذکر کرنا کہ یا اللہ میں نے آپ کی رضا کے لئے غلال عمل کیا ہے۔ آپ اس کی برکت سے میرا غلال کام کرو دیجئے (مسلم ترمذی ابوداؤد)

(۴) پاک سات ہو کر دعا کرنا (سنن ابی یوسف ابن ماجہ)

(۵) وضو کرنا۔ (صحاح ستہ عن ابی موسیٰ اشعری)

(۶) دعا کے وقت قبلہ رخ ہونا۔ (صحاح ستہ عن ابی موسیٰ عن عبداللہ بن زید بن عاصم)

(۷) دو زمانہ ہو کر بھیجنا (ابوداؤد عن سعد بن وقاص)

(۸) دعا کے اول و آخر میں حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا (صحاح ستہ)

(۹) اسی طرح اول و آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(۱۰) دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا۔ (ترمذی)

(۱۱) دونوں ہاتھوں کو مؤخر ہونے کے برابر اٹھانا (ابوداؤد۔ سند احمد)

(۱۲) آداب و تواضع کے ساتھ بھیجنا (مسلم۔ ابوداؤد و ترمذی)

(۱۳) اپنی محتاجی اور عاجزی کا ذکر کرنا۔ (ترمذی)

(۱۴) دعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانا۔ (مسلم)

(۱۵) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اور صفات عالیہ ذکر کر کے دعا کرنا۔ (ابن حبان)

(۱۶) دعائیں آواز پست کرنا (صحاح ستہ عن ابی موسیٰ)

(۱۷) ان دعاؤں کے ساتھ دعا کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ کیونکہ آپ نے دین و دنیا کی کوئی حاجت نہیں چھوڑی جسکی دعا تعلیم فرمائی ہو۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

(۱۸) ایسی دعا کرنا جو اکثر حاجات دینی و دنیوی کو حاصل و شامل ہو۔ (ابوداؤد)

(۱۹) عزم کے ساتھ دعا کرے (یعنی یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو میرا کام پورا کر دے۔ (صحاح ستہ)

(۲۰) رغبت و شوق کے ساتھ دعا کرے (ابن حبان)

(۲۱) جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے

اور قبول دعا کی امید قوی رکھے (مسند ک حاکم)

(۲۲) دعائیں ٹکڑا کر نہ پڑھنی بار بار دعا کرنا (بخاری مسلم)

(۲۳) کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے (بخاری مسلم)

(۲۴) ایسی چیز کی دعا نہ کرے۔ جو طے ہو چکی ہے۔ مثلاً عورت یہ دعا نہ کرے کہ میں مرد ہو جاؤں یا طویل آدمی یہ دعا نہ کرے کہ پست درجہ ہو جاؤں (نسائی)

۲۵ اپنی سب حاجات صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرے (بخاری پر بھر و سند کرے) (ترمذی)

(۲۶) دعا کے بعد دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے (ابوداؤد۔ ترمذی)

(۲۷) مقبولیت دعا میں جلدی نہ کرے۔ یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی مٹی۔ اب تک قبول کیوں نہیں ہوئی۔

## اوقات اجابت

(۱) لیلۃ القدر (شب قدر) یہ مبارک رات ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔ یعنی ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰

میں سے اس مبارک رات ستائیسویں رات ہونا خوب ہے (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۲) یوم عرشما۔ یہ بھی مقبولیت دعا کے لئے نہایت مبارک و مخصوص دن ہے (ترمذی)

(۳) ماہ رمضان المبارک۔ رمضان کے تمام دن اور راتیں برکت دہی ہیں۔ سب میں دعا قبول ہوتی ہے (بخاری عبادۃ بن الصامت)

(۴) شب جمعہ بھی نہایت مبارک اور مقبولیت دعا کے لئے مخصوص ہے (ترمذی)

(۵) روزہ جمعہ۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ

(۶) ہر رات میں یہ اوقات قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہیں۔ ابتدائی تہائی رات (احمد ابویعلیٰ)

آخری تہائی رات (مسند احمد) آدھی رات (طبرانی)

سحر کا وقت (صحاح ستہ)

(۷) ساعت جمعہ۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعا کی جاوے قبول ہوتی ہے۔ مگر اس گھڑی کی تعیین میں روایات اور اقوال علماء مختلف ہیں اور محققین کے نزدیک فیصلہ یہ ہے۔ کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن دائرہ سائرہ سی ہے۔ مگر تمام اوقات میں سے زیادہ روایات اور اقوال صحابہ و تابعین سے دو وقتوں کو ترجیح ملتی ہے۔

اول۔ امام کے خطبہ کے بعد بیٹھنے سے نماز سے فارغ ہونے تک (مسلم ابی موسیٰ الاشعری و ابی داؤد)

دوم۔ ان خطبہ میں دعا زبان سے نہ کرے کہ ممنوع ہے۔ بلکہ دل میں دعا مانگے۔ یا خطبہ میں

(باقی صفحہ ۱۰)



# نصرت غیبی

(از جناب عبد الواحد صاحب)

اسلام کی صداقت اور نائیدائستگئی نصرت غیبی کے دلچسپ حالات سے مرد و دل میں زندگی کی روح بھونکی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مسلمان سابقین کی اسلامی سچائی اور بزرگی کا پہلو بھی سامنے آجائے مسلمان غائبین کی آنکھیں کھل سکتی ہیں۔ صحابہ کرام کے دور مبارک کے صد ہا ایسے واقعات اور اقوال تاریخ کو مژکے ہوئے ہیں۔ جو حقیقی مسلمانوں کے ساتھ نصرت غیبی اور نائیدائستگی کی بین شہادت ہیں۔ اگر آج بھی ہمیں ایمان کی دھڑکی ہو اور ہمارے نفوس صفات محمودہ مزیں ہوں طاعات مفروضہ و اعمال صالحہ میں سبقت کریں تو کوئی غیب نہیں کہ ہر قسم میں نصرت غیبی و نائیدائستگی ہماری مدد و معاون ہو۔ ذیل میں چند واقعات نقل کئے جاتے ہیں ان صداقات و واقعات سے اظہارِ شمس ہے کہ قرعہ علی اللہ فلیکون کل المؤمنون کا نتیجہ نصرت غیبی ہے اور ہر حال میں ہمارے پیش نظر ہونا چاہئے۔ مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔

**اہل بحرن کا مسلمان ہونا** جاردین صحابی جو بچپن میں مسلمانوں کی غیبی تائید کا عجیب واقعہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور بڑی عقیدت و اطاعت سے احکام اسلام سنے دیکھتے تھے۔ واپس جا کر اپنے قبیلہ عبد القیس میں ترویج و اشاعت اسلام میں مشغول ہو گئے۔ مدینہ انرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کا ساتھ دینا پیش آگیا۔ انحضرت کے سرور و وفات کے بعد تباہ عرب میں ارتداد کی بارگاہیں سموم چل پڑی۔ ارتداد کی اس سہمی ہوا سے اہل بحرن بھی متاثر ہوئے۔ بحرن کے دو زبردست قبیلوں میں بنی مکرہ و مرند ہو گئے۔ لیکن قبیلہ عبد القیس مذہب و مروت رہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی تھے تو موت نے ان کو اپنی آغوش میں قبول کیا۔ اور کہنے لگے اگر وہ واقعی ہوئے تو انہیں موت نہ آتی۔ جاردین صحابی نے اہل قبیلہ کو جمع کیا۔ اور پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی مرند و ہدایت کے لیے انبیاء بھی بھیجے تھے۔ سب نے اثبات میں جواب دیا۔ جاردین نے کہا پھر وہ کہاں گئے؟ سب نے بیک آواز کہا وفات پا گئے۔ جاردین نے کہا تو سب آپ کی سچے وفات ہو گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین کی ہوتی تھی۔ وانا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانا محمد رسول اللہ۔

جاردین کی اس پرستی تقریب سے قبیلہ عبد القیس اور صحابی سے محفوظ ہو گئے۔ اس واقعے سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ غلط فہمی کا رفع کر دینا سہل ہے لیکن تعصب اور سبٹ دھری کا علاج زبان سے نہیں ہو سکتا۔ قبیلہ بنی مکرہ نے مرند ہونے کے بعد بحرن کے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ اس سخت محاصرے کی آلام و مصائب تشنگی و بھوک کی مصوبات برداشت کرتے ہوئے عبد اللہ بن مسعود نے اشتدادِ دل سے مسلمانان بحرن کی نازک حالت کی خبر اعلیٰ حضرت دقت حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں بھیجی۔

الا ابلیح ابابکر رسولی وفتیانہ انما یتناہی عننا ابو بکر کہ ہمارا پیغام پہنچا دے۔ اور مدینہ کے تمام بزرگ و جوانوں کو کہہ دے کہ ہماری قوم کو اس وقت خود اپنی جوانی و محصوریت میں رہیں لیکن شریف لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جو جو باتیں چاہیں وہی ہو۔ تو کلنا علی الرحمن اسما ووجدنا فیہ النصیحتہ وکلنا ہم تو اپنے خدا پر ہر قسم کی نصیحتیں کیں کہ ہم پر یہ نصیحتیں ہوں۔ حضرت ابو بکر نے علامہ ابن الحضری کو مصورین کی اطلاع پر مامور فرمایا۔ علامہ ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ بحرن روانہ ہو گئے۔ ان کو بہت سے تباہی جو کہ مرند ہو چکے تھے آکر ملے اور ان کے ہمراہ ہوئے۔ ایک شب علامہ وضو کے ساتھ ایک میدان میں اترے۔ قافلہ ابھی پورے طور پر اترنے بھی نہ پایا تھا اور اونٹنوں سے ابھی سامان خود و دونوں اور پانی کے مشکیزے اترے بھی نہ تھے کہ ایک اونٹوں میں ایسی وحشت پیدا ہوئی کہ سب بھاگ نکلے۔ کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ حق و دق صحرا۔ دور دور تک پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ سارا کا سارا سامان رسوا و برباد ہو گیا۔ کوئی سامان پاس موجود نہ تھا۔ مسلمانان بحرن دہشتان رہ گئے۔ سب کو بھوک و پیاس سے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اندیشہ و تشویش بھی ایسی حالت میں سامانِ روح بنا ہوا تھا کہ اس بے سر و سامانی کی حالت میں اگر دشمن آ پہنچے۔ تو کچھ نہ کر سکیں گے۔ مسلمانوں پر غم و شکر کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان کو اپنی ہلاکت سے زیادہ اسلام کو کفار کی طرف سے منت ہونے کا اندیشہ تھا۔ حضرت علامہ نے مسلمانوں کو رنج و شکر میں ڈوبے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ تم لوگ اس قدر پریشان اور نصرت غیبی سے یابوس کیوں ہو۔ لوگوں نے کہا کہ ایسی حالت میں ہماری پریشانی کی وجہ ظاہر و باہر ہے۔ کل آفتاب اپنی پوری آگے تاب نہ چکے گا کہ ہم بے آہ و دانہ اور یہ حق و دق صحرا۔ پانی کا سر ہی سے فقدان اور آفتاب کی مجلس دینے والی گرمی کہا

اس حالت واد میں ہماری ہلاکت یقینی نہیں حضرت علامہ نے فرمایا قسم ہے پیدا کرے کہ بولے کی تم ہلاک نہیں ہو سکتے۔ تم مسلمان ہو۔ دین برحق کی نصرت و حمایت کے لیے خدا کی راہ میں نکلے ہو۔ اطمینان قلب مومن کا حصہ ہے۔ تم کو باطل مطمئن رہنا چاہئے۔ تمہارے چہروں سے تو فرحت و طمانیت کے آثار ہو دیا ہوئے چاہئیں۔ ہر آن و ہر لمحہ خدا پر نظر ہوتی چاہئے۔ چہ جائیکہ تم اس کی رحمت نصرت سے یابوس ہو رہے ہو۔

بعد از نماز فجر حضرت علامہ نے سب سے مل کر دعا کی و دعا سے فارغ ہوتے ہی تھے کہ قریب ہی پانی چکنا ہوا نظر پڑا۔ سب نے سرت و انبساط سے باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اور جو برتن پاس تھے سب کو بھر لیا۔ اور ابھی آفتاب طلوع بھی نہیں ہوا تھا کہ سب کے سب شراباں بنے ہمارے اس ایک موقع پر جو سب نے اللہ رب العزت نے یہ کرم فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں ہر قسم کی ترس و تشویش کی ترویج و اشاعت اور استحکام و تمام خود کرتے ہیں۔ تمہاری حکمت علی و جلال کی برکاتی امر عارف نہیں تم کو تمہاری سعی و جہد و خلوص نصرت کا ثواب دین منظور ہے اور یہ بھی بتلادیا کہ اگر تم صدق دل سے دین حق کی حمایت و مدد و نگہداری کرو گے تو نصرت غیبی تمہارے ساتھ رہے گی۔ ان نصرت و اللہ فیض و کرم و نصرت اشد اشد کہ (اللہ تعالیٰ کی تائید میں کھڑے ہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تم کو ثابت قدمی عطا کرے گا)

حضرت ابو بکر نے بھی اسی لشکر میں گئے۔ انہوں نے پانی کا ایک برتن بھر کر اس جگہ رکھ دیا۔ اور یہاں سے روانگی کے بعد جناب بنی راضہ سے پوچھا کہ تم اس جگہ کیلئے ہو۔ جہاں پانی تھا۔ انہوں نے جواب دیا خوب جانا ہوں۔ واپس جا کر یہ بھیجا تو وہ برتن پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ جناب نے کہا کہ آج سے پہلے یہاں بھی پانی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے اس لیے برتن رکھ دیا تھا کہ اس کو آکر دیکھوں گا۔ اگر وہ جائے اب سے باخبر ہے تو معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر حضرت باری تعالیٰ کی طرف سے تائید ہے جس طرح بنی اسرائیل پر آسمان سے من و سلوی کا نزول ہوا تھا۔ ہمارے لئے بھی من ہے تو معلوم ہو جائے گا۔ اب معلوم ہو گیا کہ یہ من تھا اور اللہ تعالیٰ نے پردہ غیب سے ہماری امداد فرمائی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی خَالف۔ (باقی آئندہ)

چشمہ شمس  
بائعہ الکریم  
مکتبہ دارالکریم  
لاہور

# غلبہ روم کی پیشین گوئی

اس کا تیرا نگیزہ ظہور

از جناب مولانا ابوالحسن علی صاحب اگھنؤ

## قرآن کی پیشین گوئی

اسلام میں روئے الکریم کے میں اس حالت نزاع میں قرآن نے پیشین گوئی کی کہ رومی نو سال کے اندر غالب ہو جائیں گے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایرانی فتوحات کے عین شباب میں پیشین گوئی کی کہ چند سال کے اندر اندر رومی عجمیت سے دوبارہ فتح کے ساتھ بلند ہوں گے جب پیشین گوئی کی گئی تھی۔ اس سے زیادہ بعد از نیاں کوئی بات نہیں کہی جاسکتی تھی۔ کیونکہ ہر قتل کے بعد رومی بارہ سال سلطنت روم کی قریب تباہی اور خاتمہ کا اعلان کر رہے تھے۔

یہ سہمہ بخت کا واقعہ ہے کہ کے قتل ایرانیوں کی اس عظیم الشان فتح اور رومیوں کی اس ذلت انگیز شکست پر مسرت کے شادیانے بجا رہے تھے اور ایرانیوں کی فتح کو اپنے دوستوں کی فتح اور اپنے لئے فال نیک سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان دونوں قوموں میں شریک کا رشتہ تھا۔ جب سورہ روم کی یہ ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور لفظ روم کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اس کو بالکل مستبعد واقعہ سمجھ کر مسلمانوں کے ساتھ شرط کی کہ اگر رومی واقعی غالب آگئے تو وہ مسلمانوں کو کبھی اونٹ دیں گے اور اگر اس واقعہ کا ظہور نہ ہوا۔ تو مسلمان اونٹ ہار جائیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو شرطیں شریک تھے اس کے لیے یہ سال کی مدت مقرر کی، آنحضرت کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا "بصبر" کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔ اس لئے دس سال سے کم کی مدت مقرر کرنی چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نو سال کی شرط کی۔

## پیشین گوئی کا ظہور

ان وقتوں میں مہینوں میں گھر گرج کا اور بڑا کرچا چکا ہے۔ ہر قتل نے ارادہ کیا کہ قسطنطنیہ چھوڑ کر کوچ کر کے محفوظ مقام میں منتقل ہو جائے اور اس کو اپنا مرکز بنائے۔ اس کے جہاز شاہی محل کی دولتوں اور جہاز سے لے کر ہونے والے ہونے کے لیے تیار کھڑے تھے کہ اس کو بطریق نے لپٹنے پر مجبور کیا اور بہت

دلائی۔ وہ سینٹ صوفیا میں آیا۔ اور اس نے قسم کھائی کہ اس کی زندگی اور موت انہیں لوگوں کے ساتھ ہے جن کو خدا نے اس کے سپرد کیا ہے۔

رومی شہنشاہ کی مہم جوئی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے ایک ایرانی قائد اور چودہ ہزار رومی عہدہ داروں کے ذریعہ شاہ ایران کی خدمت میں عقداں کا پیغام بھیجا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کوئی سفارت نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ خود ہر قتل ہے جو یا بچوں میرے تخت کے سامنے حاضر ہوتا ہے جس اس وقت تک رومی شہنشاہ کو اس میں نہیں دے سکتا۔ جب تک وہ اپنے مصلوب خدا کو چھوڑ کر سراج کی پرستش اختیار نہ کرے۔ لیکن چار سال کے غم سے ناکہ اٹھاتے ہوئے اس نے قسطنطنیہ کی فتح سے ہاتھ اٹھایا اور ان شرائط پر رومیوں کو ان دی کہ ہر سال ایک ہزار سونے کے ٹالٹ، ایک ہزار چاندی کے۔ ایک ہزار لکشی تھیں۔ ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار دو شیرازہ خواں شاہ ایران کو خراج کے طور پر دی جائیں۔ یہ شرائط رومیوں میں اشتعال انگیزی اور غیرت و حمیت پیدا کرنے کے لیے ہر قتل کو بہت مفید ثابت ہوئیں۔ ہر قتل نے ایک مذہبی جنگ کا اعلان کر دیا۔ جنگی مصارف کے لیے اس نے کلیساؤں کی موقوفہ جائیدادوں اور آمدنیوں سے اس شرط پر قرض لیا کہ وہ مع سہ کے یہ سب رقم واپس کر دے گا۔

## ہر قتل میں تبدیلی

ہر قتل کی افسردہ طبیعت بخت عرواحم اور مردہ جسم میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی۔ اور اس کی زندگی سراسر تبدیلی ہو گئی۔ اب وہ سست اور عیاش بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ جواں بہت۔ بیدار مغز۔ ہنرمند۔ شجاع اور پر جوش سپہ سالار تھا۔ جو اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے اور اپنی مردہ قوم کو زندہ کرنے کے لئے بے چین تھا۔

مورخ گین لکھتا ہے۔ جس طرح صبح دشنام کا کرا آفتاب نصف نهار کی روشنی سے بھٹ جاتا ہے۔ دفعتاً جل جلالہ کا کارٹیس میدان کا سیریز بن گیا۔ ہر قتل اور روم کی عزت نہایت شاندار طریقہ سے بچا لی گئی۔

## ہر قتل کی خوشی اور فتوحات

ہر قتل نے اپنی اپنے کو چپ کے مغربی اور جنوبی ساحل کو اپنے بائیں طرف چھوڑتے ہوئے فلج اسکندریہ میں اپنی فوجیں اتاریں۔ بحری شہروں کے قلعوں کی مرمت کی۔ نئے رنگ و قتل کی فوجی تربیت کی۔ مسرت شیعہ کی مجوزہ شیعہ کی نقاب کشائی کرتے ہوئے اس نے رومیوں سے آتش پرستوں سے انتقام لینے کی اپیل کی اور ایک مؤثر اور بولہ انگیز تقریر کر کے انتقام و عداوت کی روح پھونک دی۔ سلطنت کا رخ کرنے کے بعد ہر قتل نے کچھ شیعہ کا رخ کیا۔ پھر اسو اور آرمینیا کے پہاڑوں کو عبور کر کے ہر قتل ایران کے قلب میں ٹھس گیا۔ پانچ ہزار تخت سہا جیوں کے ساتھ قسطنطنیہ سے پہلے کہ خزانہ دولتیں ہنسا۔ شہر طبرس اور گوزدا کا اور موکان کے علاقے فتح کر کے یہاں عیسائیوں نے مائگی کے مجبور شہر ہو گئے۔ شہر کی صورتیں حوالہ ہر قتل کی گئیں۔ مدینہ صبح کے منظر میں زرا شہر کا مولد بے حرمت کیا گیا۔ پچاس ہزار عیسائی قیدی چھڑائے گئے۔ ہر قتل تزدین اور اصفہان کے شہروں کو لٹا دیا۔ ایرانی سلطنت نظر میں نہ رہی۔ ایرانی فوجیں وادی نیل اور قاسقہ در سے طلب کی گئیں۔ ہر قتل نے اس لشکر جہاد کو بھی شکست دی کہ مستان کے پہاڑوں کو طے کرنے کے بعد اس نے دجلہ کو عبور کیا۔ اور ایک خونین جنگ کے بعد ساپا میں آیا۔ نینوا کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی جس کے بعد وہ دستبرد میں داخل ہوا۔ اور مدائن سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچ کر وہ فاتحانہ قسطنطنیہ واپس ہوا۔

## پیشین گوئی کی تکمیل

ایرانی سلطنت زیر و زبر ہو گئی۔ رومیوں نے اپنے قدیم تاریخی حدود سے بھی آگے نکل کر ایرانیوں کا پامال کر دیا اور سلطنت ایران کے قلب میں رومی جھنڈا نصب کر دیا۔ اور اس طرح ۱۱۵۰ء میں یعنی ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر کے موقع پر ٹھیک نو برس کے اندر قرآن مجید کی پیشین گوئی ہوئی۔ جس کی تکمیل کے کوئی ظاہری آثار و قرائن نہ تھے۔

## ہر قتل کی دوبارہ افسردگی

یورپ کے شرخ اور مصیبت اس بات پر متفق ہیں



کہ ہرگز کا ہرگز اور سب سے زیادہ شاندار دور قریبی ہے جس میں اس نے اپنا سب سے مقابلہ کیا اور دوا کی کھوئی ہوئی سلطنت واپس لی ہرگز کے ابتدائی اور آخری دور کو اس دور پر مبنی دور سے پھر مناسبت نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تدریج نے اس کو صرف اسی کام کے لیے نہ لے لیا اور پیدا کیا تھا۔ اس میں ہرگز کی کھوئی ہوئی چیزوں کی طرح عیاشی اور سبب قیصر بن گیا۔ گنتی کے بقول اس نے وہ عواید جو پوری قربانیوں اور قربانیوں سے اپنا سب سے ہاتھوں سے واپس لے لئے تھے اپنی آنکھوں کے سامنے عرواں کے حوالے کر دیئے۔

مورخ حیران ہیں کہ اس عجیب و غریب تبدیلی اور درمیان کی بیداری اور اہلیت اور آغاز و اختتام کی اس عظمت و نااہلیت کی کیا تازیل کریں۔ انہوں نے واقعات کے اس عدم تناسب اور مختلف دوروں کے اس عجیب تضاد کی مختلف تاویلیں کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن نکتہ ہے:-

یہ باز طبیعتی مٹنے کا فرض تھا کہ ہرگز کی اس نیند اور بیداری کے اسباب بیان کریں اتنے زمانہ کے فاصلہ سے ہم صرف یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس کو شخصی جرأت کا حصہ سیاسی عزم سے زیادہ ملتا تھا اور یہ کہ وہ اپنی بھتیجی مارٹینا کے خسر انگیز جمال سے مسحور ہو رہا تھا۔ جس سے اس نے ناجائز طور پر شادی کر لی تھی۔ اور یہ کہ اس نے اپنے مشیروں کے اس احمقانہ مشورے پر عمل کیا تھا کہ ایک بادشاہ کی زندگی میدان جنگ میں صرف نہیں ہونی چاہیے۔ غالباً وہ ایرانی فاتح کے اہانت آمیز مطالبات سے مشتعل ہو گیا تھا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:- ہرگز کا کہہ کر ایک عجیب و غریب پہلی ہے جس کا جو جتنا آسان نہیں شخصی طور پر ہمارے سیاسی حیثیت سے تجربہ کار اور لائق سپہ سالار ہونے کے باوجود وہ نہایت سکون و طہینان کے ساتھ اپنی سلطنت کو طوطے کی طرح ہیرے پر بٹھاتا رہا اپنی زندگی کے مختلف دوروں میں اس کی حیثیت اور نااہلیتیں نہ صرف ایک دوسرے کے مختلف بلکہ متضاد نظریاتی ہیں لیکن ہم کو یہ نہیں بھینسا چاہئے کہ اس کی خانگی زندگی کے متعلق ہماری معلومات بہت ناقص ہیں لیکن ہے کہ اس تضاد کا کوئی احد حقیقی سبب ہو۔ اگرچہ اس کے عمل کے لیے وہ صحیح عند قرار نہیں دیا جاسکتا، اس کی شہرت کی بقاء کے لیے یہ بہتر ہوتا کہ وہ ایرانی مقابلہ کے فوجی افسر جانا (ان ج ۱۰ ص ۶۸۲ اشاعت ۱۹۵۴ء)

ان تمام بیانات میں جو میں نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے کہ ایرانی مقابلہ کے وقت ہرگز میں عیاشی اور سبب کا ہرگز کے بعد اس میں نہیں رہی اور جو کچھ اس نے ایرانیوں سے حاصل کیا تھا اپنی عقلیت اور کاپی سے عربوں کے ہاتھ کھو دیا۔ اس آخری چیز کی ہمارے نزدیک کوئی مسلم حیثیت نہیں۔ ہمیں اس میں کلام ہے کہ ہرگز نے اسلامی حملوں کا پورے طور پر مقابلہ نہیں کیا اور وہ میوں کی شکست میں اسلام کی طاقت اور مسلمانوں کے کیریکٹر سے زیادہ ہرگز کی عقلیت

دنا اہلی یا رومی سلطنت کے ضعف کو دخل تھا۔ لیکن اس حصہ پر بحث کرنا اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ ہمیں صرف یہ دکھانا تھا کہ تدریج الہی نے اپنے ہرگز محیفہ کی پیش گوئی کی تکمیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اعلان کے لئے کیسے خارق عادت طریقہ پر ہرگز کو جس کی سیاسی زندگی کا آغاز و انجام افسردگی اور جھنجھکیاں اپنا آئینہ کار بنا کر منکر اور طاقت ور ایرانیوں کو شکست فاش دی۔ اور اس پیش گوئی کو صادق کر دیا۔

وَاللّٰهُ جَنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

## دعا کے آداب (دعا کے آگے)

(۱۲) مسلمانوں کے اجتماع کے وقت (مباح سہ) عن عطفیتہ اللہ تعالیٰ

(۱۳) حوائج ذکر میں (بخاری مسلم ترمذی) امام کے ملاقاتیوں کہنے کے وقت (مسلم نسائی ابوداؤد) یعنی امام و ملاقاتیوں کہنے اور مقتدی آمین کہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائیں گے۔ اس موقع پر دعا سے مراد صرف آمین کہنا ہے۔ دوسری باتیں مراد نہیں۔

(۱۵) اقامت نماز کے وقت (طبرانی) بارش کے وقت (ابوداؤد و طبرانی) امام شافعی کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ و تابعین کا یہ عمل سنا ہے کہ بارش کی وقت خصوصیات سے دعا مانگتے تھے (۱۶) بیت اللہ پر نظر کرنے کی عادت (ترمذی طبرانی)

### مکانات اجابت

ہر متبرک مقام میں مقبولیت دعا کی امید ہے حضرت حسن بصری نے سائل کو کہ ایک خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہیں دعا کی مقبولیت کے لیے مجرب ہیں۔ (۱) مطاف (۲) منبر کے پاس (یعنی دروازہ بیت اللہ) اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے (۳) میزاب رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرانے کے نیچے (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) چاند زمزم کے پاس (۶) صفا (۷) اشرف پہاڑوں کے اوپر (۸) سعی کے میدان میں یعنی صفا و مزدہ کے درمیان (۹) مقام ابیہم کے نیچے (۱۰) عرفات میں (۱۱) مزدلفہ (۱۲) منی میں (۱۳-۱۴-۱۵) تینوں جہرے ہیں یہ تین پتھر ہیں جو منی میں نصب کئے ہوئے ہیں۔ ان کو حجاج لکڑیاں مارتے ہیں (امام جزدی فرماتے ہیں کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یعنی روضہ اقدس کے پاس) دعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی۔ وہ لوگ جن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ (۱) مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے (بخاری مسلم ابوداؤد) باقی ص ۱۳

جو دعائیں خطیب کرتا ہے۔ ان پر دل ہی دل میں آمین کہتا جائے۔

(۲) وقت عصر سے غروب آفتاب تک ہے (ترمذی) صاحب حاجت کو چاہئے کہ ان اوقات میں دعائیں مشغول رہے اتنی بڑی نعمت کے مقابلہ میں تیری دیر مشغول رہنا کوئی مشکل بات نہیں۔

### مقبولیت دعا کے حالات

جس طرح مقبولیت دعا کے لیے اوقات مخصوص ہیں۔ اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقبولیت دعا کے لیے مخصوص فرمایا۔ جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ وہ حالات یہ ہیں۔

- (۱) اذان کے وقت (ابوداؤد)
- (۲) اذان و اقامت کے درمیان (ابوداؤد ترمذی نسائی)
- (۳) سحری علی الصلوات۔ سحری علی الصلوات کے بعد اس شخص کے لیے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو، اس وقت دعا کرنا بہت مجرب و مفید ہے (ترمذی)
- (۴) جہاد میں صفت باندھنے کے وقت (ابو حبان طبرانی)
- (۵) جہاد میں گھسان کی لڑائی کے وقت (ابوداؤد)
- (۶) فرض نمازوں کے بعد (ترمذی نسائی)
- (۷) مسجد کی حالت میں (مسلم ابوداؤد نسائی مگر فرائض میں نہیں)
- (۸) تلاوت قرآن کے بعد (ترمذی) اور بالخصوص ختم قرآن کے بعد (طبرانی)
- اور بالخصوص پڑھنے والے کی دعا برکت سننے والوں کے زیادہ مقبول ہے (ترمذی)
- (۹) آب زمزم پیتے وقت۔ (مسندک حاکم)
- (۱۰) میت کے پاس حاضر ہونے کے وقت اور نزع کی حالت میں جو شخص ہوا اس کے پاس آنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے (مسلم)
- (۱۱) مرغ کے آواز کرنے کے وقت (بخاری مسلم ترمذی نسائی)

# سفر نامہ مقامات مقدسہ

(۱۰)  
بیروت

اَنْجَابِ خَانِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَلِيٍّ وَفِيروز سُرُورِ لاهُورِ

۱۳ جون کو عرب ایر ویر کے ہوائی جہاز پر لاہور سے بیروت گئے۔ یہاں کسٹم اور پولیس کے علاوہ ہوائی کپنیوں کے دفاتر بڑی علی شان اور جدید قسم کی عمارتوں میں قائم ہیں۔ یہاں ہر وقت کچھ بھی نظر آتی ہے۔ کارخانے ہیں ایک تہائی حصہ فوجانہ لڑکیاں ہیں جو مردوں سے بڑھ کر کام کرتی ہیں۔ کپنی کی عمارت کے ذریعے میٹروپولیٹن پولیس میں چلے گئے۔ اور ایک کمرہ لیکر اور قفسے سستے کے بعد عمارتی کو ساتھ لیکر بازار کا ایک چکر کاٹا لیکن اپنی بی بی کے باعث کسی سے کوئی خاص بات نہ ہو سکی۔ آخر پھر پولیس میں آ کر بڑا ہے۔ اب یہ دیکھا کہ کمرے میں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی خاص انتظام نہیں۔ پولیس کے میجر سے کہا کہ اس کمرے میں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی انتظام نہیں ہے کسی پچھلے کا انتظام کر دیجئے۔ مگر اس نے توجہ نہ دی۔ اور کوئی دوسرا کمرہ نہ دیا۔ جو غالباً خالی بھی نہ تھا۔ میں نے تنگ آ کر وہ بڑا دروازہ کھول دیا جس سے گزر کر لکب میں پولیس کے ہال میں کمرے میں آئے تھے۔ اور یہاں کے کھانے والے کمرے کے بھی سامنے تھا۔ اس پر پولیس کا منبر بہت سسٹنایا۔ اور اپنے ایک آدمی کے ساتھ سکرین پر وہ الجھو ادیا۔ اس سے ہمارا مقصد پورا نہ ہوتا تھا۔ اور ہوا گرمی تھی۔ میں نے ٹارگٹ کے پیچھے میں کہا کہ ہم ایسے بند کمرے میں سو کر بیمار نہیں ہونا چاہتے۔ اور سکرین کو دھڑل سے ہٹا دیا۔

بیروت اس وقت سے قریب ہے جب سے انسانی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ ایک بہت اہم بندرگاہ ہے۔ اور اپنے کاروبار کی نوعیت سے یہ بندرگاہ ایشیا کا دروازہ کہلاتی ہے۔ یہ خشکی، سمندر اور ہوائی راستوں کے ذریعے سے تمام دنیا سے بلا ہوا ہے۔

مسلمانوں نے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وقت میں اس شہر پر قبضہ کیا۔ اور جب مسلمان حکومتیں مکرور ہوئیں۔ تو اس پر دوبارہ عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ لیکن پھر سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ترکوں کے عہد حکومت میں اس شہر نے بہت ترقی کی اور آج کل بھی یہ لبنان کا دار الحکومت ہے۔ یہاں ہر ملک اور قوم کے لوگ چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔

بیروت کو مشرقی قریب کا ومان بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں اعلیٰ تعلیم کے لئے دو بیورو سٹیاں ہیں۔ جہاں ارد گرد کی ریاستوں کے طلباء تعلیم کے لئے آتے رہتے ہیں ان کے لئے کئی تبدیلی اور ثانوی سکول بھی ہیں۔ ایک فائن آرٹ کی اکیڈمی ہے اور گانے کا ایک سکول بھی ہے۔

یہاں ایک بہت بڑا عجائب گھر بھی ہے جس میں تاریخی عہد حکومت کے فوادرات ہر سیاح کی توجہ کو اپنی طرف مبذول دیتے

ہیں۔ یہ عجائب گھر کئی حصوں میں منقسم ہے۔ ۱۵ جون کو ہم نماز صبح سے فارغ ہو کر چل قدمی کو نکلے۔ بازار میں ابھی دوکانیں بند تھیں۔ چنانچہ واپس ہوٹل آ گئے۔ باہری ایک ٹیکسی ڈرائیور مل گیا۔ جو انگریزی زبان جانتا تھا۔ اس سے کہہ دیا کہ ایک گھنٹہ کے بعد آئے۔ ہم نے فاشتہ کیا۔ اس نے میں ٹیکسی بھی آگئی۔ جس میں سوار ہو کر شہر کے سارے بازاروں میں گھومنے۔ ساحل سمندر کی سیر کی۔ یہاں کے لوگوں کی طرز بود و ماند دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان پر مغربیت کا گہرا اثر ہے۔ تقریباً تمام مرد و زن انگریزی لباس میں لباس نظر آئے۔ عورتوں کی وہ افراط کہ ایک طرف سے دوسری طرف جاتا دوشوار ہو جاتا ہے۔ دو دو عورتیں عروس نو کی طرح بھی ہوتی، میوے پھیل اور سیریاں بکثرت۔ حقیقت میں اس شہر کی فوجی کھٹے سے نہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمارے دو پاسپورٹ مصر کے لئے دینا ہونے باقی تھے۔ لہذا مصری سفارت خانہ میں جا کر نام دے دیے اور انہوں نے اگلے دن آئے کو کہا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ ایک بہت ترقی یافتہ شہر ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے علاوہ یہاں کئی چھاپے خانے بھی موجود ہیں۔ سمندر سے قربت کی بنا پر یہاں اکثر ایک جیسا ہی موسم رہتا ہے۔ لیکن گرمیوں میں موسم کسی قدر گرم ہوتا ہے۔ اور امر اور جبلبک چلے جاتے ہیں۔ جو بیروت سے تقریباً ۸۵ کلومیٹر دور ہے۔ یہ ایک بڑا پڑ فضا سرسبز پہاڑی مقام ہے۔

ہمارے پاس کافی وقت تھا۔ سو چاک اس پر فضا **جبلبک** مقام کو بھی دیکھ لیا جائے چنانچہ اسی ٹیکسی میں جبلبک روانہ ہو گئے۔ تمام پہاڑی راستہ امر ملک کو لتاڑ کر نہایت صاف شہری۔ ارد گرد خوشنما اور ہرے بھرے پہاڑاتے ہوئے کھیت اور باغات۔ جا بجا مغربی طرز کے بنے ہوئے عالیشان مکانات اور بنگلے، راستے کے مختلف پڑاؤ پر انگریزی انداز کی دوکانیں، قہوہ خانے اور ہر قسم کے پھل موجود ایک جگہ گاڑی کھڑی کر کے کچھ کیلے بنو بنائیاں، سیب اور آلو بخارے لئے اور حقوڑا سا بنیر بھی لیا۔ پھل تو ہم نہیں اور ٹیکسی ڈرائیور نے ہمارے لئے لیا۔ لیکن غیر جو کچھ زیادہ نہ تھا۔ وہ صبح سے زیادہ میری بیوی نے اور اس کے بعد میں نے اور عبدالحی نے کھایا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دیا۔

راستے کے دائیں بائیں کے خوش نما مناظر دیکھنے اور پہاڑی اور پہاڑی تفریح اور تھوڑا اندر کیم کا شکر یہ اُنار تے دھنڈے کے بعد ہم جبلبک پہنچ گئے۔ پہلے کھڈرات دیکھے۔ یہ کھڈرات قدیم عہد تہذیب کے آثار ہیں۔ یہاں کئی خندہ ہیں۔ جن میں جو بیورو کا مندر بہت کثرت ہو رہا ہے۔

جبلبک کا شہر بھی انسانی قدیم ہے۔ یہاں سے عیسوی تاریخ انسانی پرانی ہے۔ اور جہاں کے یہ کھڈرات تاریخ انسانی قدیم کے شواہد ہیں۔ ان میں سے اکثر اہم زمانہ سے ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں۔ لیکن ان کے انداز تعمیر اور وسعت کو دیکھ کر زمانہ قدیم کے لوگوں کی تہذیب و تمدن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اور خصوصیت سے ان کے فن تعمیر میں فنی جہاد کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان کھڈرات کو دیکھنے کے بعد ٹیکسی والا بھی ایک بہت بڑے ہوٹل میں لے گیا۔ جو ایک پہاڑی کے پڑ فضا دامن میں تھا اور جسے آدھ اپنی درخت گھیرے ہوئے تھے۔

یہاں سے نکلے کہاں اور کوئی کھا کر چند میل دور دیا کے کنارے آرام کرنے کی غرض سے موٹر میں چل دیئے۔ جو کچھ ہم نے کھایا وہی کچھ ٹیکسی ڈرائیور نے کھایا۔ مگر پندرہ بیس منٹ کے بعد ایک میری اہلیہ کی طبیعت گھڑنے لگی۔ اور اس نے گاڑی کھڑی کر کے تھکی۔ قریب ہی کھیتوں میں کام کرنے والی ایک لڑکی نے پانی کی گٹھا لیکر لائی۔ کچھ دور اور بڑھے تھے۔ کہ پھر زبردست تھکی پڑی۔ اس سے ان کی طبیعت بڑھ چکی۔ اور ساتھ ہیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آنتیں کٹ رہی ہیں۔ کچھ اور آگے بڑھے تھے کہ رنج حاجت کے لئے گاڑی کھڑی کرنی پڑی۔ اور کھیتوں میں کچھ دور جا کر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جب وہ واپس لوٹیں تو فحمت اور کمزوری سے لڑ کھڑا رہی تھیں۔ مگر ہم انہیں دوسرے مقام نہ لیتے تو ضرور کہ پڑ تھیں۔ آخر مشکل انہیں سہارا دیکر گاڑی تک لائے اور گاڑی چل دی۔ لیکن زیادہ دیر نہ گزری تھی۔ کہ میری اپنی طبیعت گھڑنے لگی اور حقوڑے کھٹے فاصلے پر تھکے ہوئے تھے۔ اس کے بعد فوراً ہی عبدالحی کو بھی متلی ہونے لگی۔ تینوں جسم بے ہوش ہوئے تھے۔ پسینے کے قطرے ٹھنڈے ٹھنڈے قطرے اور بھی میوہاں روح کا باعث تھے۔ موٹر چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور نے بتایا۔ کہ دریا اب قریب ہی ہے وہاں پہنچ کر دم لیں گے۔ لیکن میری اہلیہ نے نہایت درد کے باعث کہنا شروع کر دیا۔ آخر ایک ہوٹل کے پاس گاڑی کھڑی کی گئی۔ اور ہمیں مشکل اندر لے جایا گیا۔

بیت الخلا اور کی منزل میں تھا۔ اور ہم تینوں بے ہوش پڑے تھے۔ ہوٹل والوں نے میری اہلیہ کو ایک کمرے پر ڈال کر اوپر پہنچایا۔ جہاں ہم بھی لڑ سکتے لڑ سکتے پہنچ گئے۔ طبیعتی ڈرائیور اور کارکنان ہوٹل نے کچھ بنائی اور چوچوں کے ذریعے ہمارے منہ میں ٹپکانے لگے۔ لیکن بے اور سہاں کا یہ عالم تھا کہ تھکنے کا نام نہ لیتے تھے۔ میری اہلیہ کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ ہو رہی تھی ان کے لئے چار پائی پر لٹا جلتا دھڑکھڑا تھا۔ اور تمام کپڑے لت بہت ہو چکے تھے۔ ہوٹل والوں نے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو پولیس کو اطلاع دے دی جاتے۔ مگر میں نے منع کر دیا کہ سفر میں ایک مصیبت کہیں لگے ڈالیں۔ ہماری تشویش ناک حالت دیکھ کر انہوں نے آدھی رات کے وقت ڈاکٹر کو بلوایا جس نے ہم سب کو ٹیکے لگا دیئے۔ اور حقوڑی حقوڑی دیر کے بعد دوائی کے قطرے پانی میں ڈال کر پینے کی ہدایت کی۔ ڈاکٹر کی تشخیص سے معلوم ہوا کہ وہ بنیر زہر ملا تھا۔

طبیعتی ڈرائیور اور کارکنان ہوٹل تمام رات میں ہمارا

طبیعتی ڈرائیور اور کارکنان ہوٹل تمام رات میں ہمارا



بعض معائن کا نہیں ہیں جہاں سے دھات بھرنے کے کثرت صرف کئے برآمد نہیں ہو سکتی۔ اس کا ان کو ذاتی تحویل میں دیا جاسکتا ہے۔ لیکن عطیہ کا حق خلیفہ کو مجلس مشورہ کے چھیلے کے مطابق پہنچا جاتے ہمارے لئے اس ضمن میں یہ ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کے صرف ایک ہی معنی لئے جائیں اور یہ قدرتی وسیلہ آمدنی ہر حالت میں عوامی ملکیت ہو تاکہ کوئی بھی سرمایہ دار نہ دیکھ کر کہے کہ یہ سب سے کسی خاص معدنی دولت کی اجارہ داری نہ کیے۔

اس اصول کے تحت یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام سرمایہ داری کو اس نظروں سے نہیں دیکھتا۔ اس کے نزدیک مشقت یا تجارت سے سرمایہ داری جائز ہے۔ لیکن قدرتی وسائل کو قبضہ میں لاکر دولت بڑھانا قطعاً ممنوع ہے۔ ورنہ معدنی وسائل پر عوامی ملکیت کی قدر من کیوں لگتی۔ موجودہ دنیا میں معدنی وسائل کی ٹھیکہ داری بڑی بڑی کمپنیوں نے کر رکھی ہے۔ مشرق وسطیٰ کا تیل انگریزی اور امریکن کمپنیوں کی ملکیت ہے۔ اسلام کے نزدیک یہ حاکمیت قطعاً ناجائز ہے۔ کیونکہ کمپنیاں عوام کی نمائندہ نہیں۔ نہ تو چند بڑے بڑے سرمایہ داروں کی ملک ہیں۔ اگر عوامی یا ملکی حکومت ان کمپنیوں سے کچھ وصول کرتی ہے تو وہ محض برائے نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہی کمپنیاں بین الاقوامی تنازعہ کا محور ہیں۔ یہی اجارہ داری اسلام کو پسند نہیں۔

## سرمایہ کی ذخیرہ اندوزی کے خلاف احکام

یہ چیز اب بالکل واضح ہے کہ اسلام نے ذرائع آمدنی پر کوئی منر اٹھ رکھتی ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے قبضہ میں ناجائز مال بالکل نہ آئے۔ لیکن پھر بھی سرمایہ داری پر تقسیم زر کی پابندی عاید کر دی ہے۔ کیونکہ نہ صرف سرمایہ کی ذخیرہ اندوزی خلاف اسلام ہے۔ بلکہ اگر سرمایہ جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو تب بھی اس کی تقسیم لاپرواہی ہے۔ قرآن پاک سورۃ توبہ آیت ۳۴ میں آیا ہے۔

وَجُودُ لَوْكُ سَوْنَا اَوْرُ جَانْدِي كِي ذَخِيرَه اَنْدُوزِي كَرْتِي هِي اِنْ كُوْدِرْدَاكُ عَذَابُ سَے خَرُوْدَا كُوْدُو۔

**ترجمہ** ذخیرہ اندوزی کو ختم کرنے کے لئے اسلام نے سورۃ توبہ آیت ۳۴ میں زکوٰۃ کے دو معنی لئے گئے ہیں۔ سورۃ بقرہ اور آل عمران میں زکوٰۃ کے معنی گناہوں سے پاکیزگی اختیار کرنا ہے۔ اور دوسرے معنی لفظ زکوٰۃ سے ظاہر ہیں۔ زکوٰۃ زکا سے مشتق ہے جس کے معنی نشوونما کے ہیں۔ اگر کرام کے نزدیک زکوٰۃ کے معنی اس دولت کے ہیں جو امیروں سے لے کر غریبوں کو دی جائے

زکات کے سبب معنی ہی اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ زکات کے معنی نشوونما اس لئے کہ یہ دولت میں اضافے کی وجہ سے لی جاتی ہے۔ اور پاکیزگی اس لیے کہ ہم نہ صرف سرمایہ کو پاک کرتے ہیں بلکہ زکات دینے کو بھی دنیاوی اغراض و دلالت سے نجات دلاتی ہے۔ حضورؐ نے حدیث بخاری کے مطابق اس کے متعلق فرمایا کہ یہ دین ہے جو امیر سے لے کر غریب کو دی جائے۔

جب کسی آدمی کے پاس اس کی جائداد یا دولت کسی خاص مدت تک پہنچ جائے۔ جس کا دوسرا نام تصاع ہے۔ اور ایک سال کا عرصہ گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

ہر لونچ جائداد کے لیے ان کا الگ الگ نصاب مقرر ہے۔ مثال کے طور پر بدھ پیہ کے لیے کم از کم ۵۲ پیہ ہونے چاہئیں۔ چاندی کے لیے ۵۲ ٹوے اور سونے کے لیے ۲۰ ٹوے کا نصاب مقرر ہے۔ زکات کی ادائیگی روپیہ پیسہ اور جنس دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے۔ تجارت کے مال پر سالانہ نفع کے لیے بھی زکوٰۃ ضروری ہے۔ البتہ میرے اور جوہرات اور بیش بہا پتھر اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کے لیے ضروری ہو جائے گا کہ ان کی فروخت عمل میں آئے۔ یہی حالت موجودہ زمانے کی کارخانوں وغیرہ کی مشینری اور ادارات کے لئے ہے۔ زکات ان کی آمدنی پر ہوگی۔ جبکہ آمدنی نصاب کے مطابق ہو جائے۔ زکات شرح کل آمدنی اور جائداد پر ۲ ۱/۲ فیصد سالانہ ہے۔ زکات کے معاملہ میں یہ چیز واقع ہے کہ یہ سرمایہ داری پر نہیں ہے۔ کیونکہ سرمایہ داری کا ہمیشہ رجحان زیادتی اور بڑھوتری کی طرف ہوتا ہے۔ ہندو ضروری تھا کہ بڑھتے ہوئے سرمایہ میں سے غریب اور محتاج کے حقوق بھی متعین کئے جائیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ دولت سمٹ کر چند آدمیوں کے پاس چلی جائے اور ملک کا ایک طبقہ بغیر سرمایہ کے رہ جائے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”ایسا نہ ہو کہ دولت بڑھتی ہی کے محدود دائرے میں مقید ہو جائے۔“

چونکہ زکوٰۃ مضمون میں اسلام کا دوسرے نظریات کے مقابلہ و موازنہ ہے۔ لہذا ہم زکات کے عالم بقا میں ناملوں اور انعامات سے اعراض کرتے ہوئے صرف اس نہایت اہم کریم کے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں نظر نہیں جس کی وجہ سے زکات فرائض خمسہ میں شامل ہوتی اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلے تو اسلام کے معاشرے میں مساوات درکار تھی۔ چونکہ غریب کی ضروریات کی بھی کفالت مطلوب تھی۔ لہذا امیر پر زکات فرض کر دی گئی۔ میر کو حکم دیا گیا کہ معمولی سا حصہ سال کے بعد غریب و محتاج سے دیا کرو۔ جس سے معاشرہ کافی حد تک متوازن رہے گا اور شخصی غلامی کی نوبت آئے گی۔ اور دوسرے زکات میں اقتصادی فائدہ مستور ہے۔ وہ یہ کہ سرمایہ دار کو

علم ہوگا کہ اگر وہ پیہ کی بڑھوتری اور زیادتی کے لیے فکر و اندیشہ نہ کی تو ایک دن ایسا آئے گا جب سب سے زکات کی ادائیگی میں صرف ہو جائے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ اسے بڑھایا جائے۔ تاکہ زکات کے لئے نہ صرف بھی پاس ہو اور کم بھی نہ ہو۔ روپیہ بڑھانے کی صورت عام صرف ایک ہی ہے وہ تجارت ہے۔ روپیہ بازار میں آجائے گا۔ تجارت کو فروغ ہوگا اور معاشی طور پر ملک مستحکم و مضبوط ہو جائے گا۔

قرآن پاک نے جیسا نماز کو ویسا ہی زکات کو لازمی قرار دیا ہے۔ مثلاً سورہ (۲۳) میں آیا ہے کہ نماز ادا کرو اور زکات دیو۔ اور اللہ کے نزدیک نہایت بلند پایہ تحفہ ہے۔

سورہ توبہ میں ہے کہ وہی مسجد میں جانا ہے۔ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ عطاۃ و زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ اور سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔

سورہ (۹۸) میں زکات کو جزو ایمان المن الفاظ میں قرار دیا ہے کہ ”صرف وہ لوگ صحیح مذہب پر ہیں۔ جو اللہ کی بندگی کرتے ہیں۔ اس کی تابعداری میں رہتے ہیں۔ راست باز ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکات دیتے ہیں۔“ اسلام کی کتب کے مفسرین مصنفین زکات کے نظریہ اسلامی سے بہت متاثر ہیں۔ مثلاً ایک یورپی مصنف کا قول ہے کہ قرآن پاک میں کم از کم بیاسی مقامات پر زکات کی اہمیت کا تذکرہ نماز کے ساتھ ہی موجود ہے۔

سیدنا جناب ابو بکر صدیقؓ کا ایک واقعہ بخاری میں موجود ہے۔ حضورؐ سرور کائناتؐ نے وصال کے بعد چند قبائل ادائیگی زکات سے محروم ہو گئے۔ البتہ دوسرے فرائض اور بعد پر بدستور قائم رہے۔ جناب صدیقؓ نے فرمایا کہ میں ان کے خلاف جہاد کر دوں گا اور ان کے پاؤں کی رستی کے برابر بھی زکات نہ چھوڑوں گا۔

بہتر یہ ہے کہ زکات کی وصولی کی نگران حکومت ہو۔ لیکن جہاں اسلامی حکومت بیسترنہ ہو وہاں دوسرے مقتدر مسلمان یہ ذمہ داری قبول کریں گے کہ زکات کی باقاعدہ دلی ہو۔ اور صحیح طور پر اس کی تقسیم ہو۔ کیونکہ زکات ہی اسلامی مساوات کی مالی طور پر بنیاد ہے۔

اسلام نے غلط سرمایہ داری کے استحصال کے لیے نہ صرف زکات غرض کی بلکہ حبیب کے مواقع پر عذتاً کو بھی لازمی قرار دیا۔ تاکہ معاشرہ کے مفروق الحال اس وقت تہنیت پر شکایت و ابھال زبان حال سے نہ کہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مقررہ جنس یا اس کی قیمت (جداً جمل دس بارہ آنہ بنتی ہے) فی آدمی دو زیر کفالت ہوں کسی مسکین کو نماز کی ادائیگی ہی پہلے ہی ادا کر دی جائے تاکہ وہ بھی شریک عیند ہو سکیں۔ عید الانھی کے موقع پر قربانی ادا کرے کہ شبت ان غریبوں کو دیا جائے جو اس نعمت خداوندی سے سالی بھر محروم رہے تاکہ اس فائدہ انھیں قربانی کی بھی انہی قسم کے لوگوں کو دی جائے تاکہ بچ کر انہی ضروریات پوری کریں۔



# حلالہ

ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہتے  
غامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا لکھتے

☆ فضل الرحمن قاضی ٹل (ہزارہ)

ہمارے ملک میں حلالہ کے نام سے ایک مرض وبائے عام کی طرح پھیل رہا ہے۔ جس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ جب کوئی کوتاہ اندیش اپنی بیوی کو کسی بنا پر طلاق دے کر پشیمان ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی مطلقہ کو دوبارہ اپنی زوجیت میں لے آئے تو یہ شخص اپنی دینی غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایک خود تراشیدہ تجویز کے تحت کسی دوسرے مرد کو اس بشرط پر اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کرنے پر راضی کر لیتا ہے۔ کہ خلوت، ستار کر لینے کے دوسرے روز وہ منکوحہ کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے خارج کر دے گا۔ اور اس حیلہ سے یہ عورت پہلے طلاق و مندرہ کے لئے دوبارہ حلال ہو جائے گی۔ چنانچہ معاملہ مولوی صورت جاہل تک جا پہنچتا ہے اور وہ بدبخت چند بے مقدار سکوت کے لالچ میں آ کر غیر مشروع نکاح کرا دیتا ہے۔ اور اس بیان ہو جسارت کے ثبوت میں وہ لوگ فائے طلقھا فلا تجتلیٰ لکڑیوں بعد محنتی تینکھ زوجہا جیڑی ط سے استدلال کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ نکاح اور زنا میں ان روئے قرآن کیا فرق ہے۔ ایسے بدکردار لوگوں کی عقل پر اگر جہالت کے پردے نہ پڑے ہوتے تو وہ ضرور ایک مسلمہ قاعدہ کے تحت قرآن کریم کی ایک فحش و مختصر آیت کی تفصیل و تفسیر قرآن کے دوسرے حصہ میں تلاش کرتے۔ اگر اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کی وجہ سے وہ اس تلاش میں ناکام رہتے تو اس اجمال کی نشر و مرج حدیث نبوی میں دیکھتے اور اس نتیجہ پر پہنچتے کہ قرآن نے نہایت وضاحت کے ساتھ نکاح اور زنا کے فرق کو بیان کیا ہے قطع نظر اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے زناہ جاہلیت کی اس شرمناک رسم حلالہ کو دبانے اور مٹانے کے لئے سختی سے فرمایا ہے، کہ حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے اس پر خدا کی لعنت ہے (متفقہ) اگر منصفانہ نظر سے دیکھا جائے تو قرآن کریم کے اندر ہی واضح قوائد ذالکھ آتے تبتقوا بما سوا لکھ حصینین غیر مصافحین کے الفاظ نہایت وضاحت کے ساتھ نکاح کی تحریف کرتے ہیں کہ سوا لکھ حصینین جو عورتیں تم پر حرام کی گئی ہیں ان کے علاوہ باقی سب عورتیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں۔ جب کہ تمہارا مقصد ان کو اپنے قید نکاح میں رکھنا ہو نہ کہ شہوتانی اس سے تو صاف طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس نکاح سے مقصد اس عورت کو اپنی زوجیت میں رکھنا ہو بلکہ مقصد شہوتانی یا کوئی اور غرض و حیلہ ہو تو یہ نکاح۔ نکاح نہیں بلکہ نکاح کے نام پر زنا کاری ہے۔ چنانچہ نکاح کا صحیح مشتارہ تو یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک نیتی اور باہمی رضا و رغبت سے اپنے مابین ایک ایسا تعلق استوار کریں جسے توڑنا تو درکنار اس کی بدھن کی کو بھی پروا نہ ہو سکیں۔ آگے چل کر یہی دو طرفہ جہالت اور جاہل زندگی پر ہزار مجرمانہ لادگیوں کو قربان کر دیتی ہے۔ اور یہاں سے ہی زنا اور نکاح کی حدیں ایک حقیقت بن کر ایک دوسرے سے مختلف اور دور ہو جاتی ہیں۔ حلالہ کی یہ رسم اگر تعلیمات اسلام کے منافی نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ ہرگز ہرگز حلالہ کرنے اور کرانے والے کے حق میں سنگساری کا حکم صادر و نافذ نہ فرماتے۔ قرآن کریم کی پکار تو یہ ہے کہ اگر بیوی کو طلاق دے دی جائے تو وہ طلاق دینے والے مرد پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ

کوئی دوسرا مرد غیر مشروط طور پر اس سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر یہ نیا شوہر وفات پا جائے یا اپنی مرضی سے اس عورت کو طلاق دے دے۔ تو اس پیدا شدہ صورت میں اگر پہلا شوہر اس عورت کو اپنی زوجیت میں لینا چاہے تو عدت گذرنے کے بعد لے سکتا ہے۔ مگر آج کے حیلہ سازوں کی جرأت کا کیا کتنا اتنی خواہشات کی تکمیل میں نہ تو یہ لوگ ناموس اسلام کو خاطر میں لاتے ہیں۔ اور نہ ہی اپنی دیوبنی پر قمراتے ہیں۔ حرام کو حلال بنانے کا یہ ارزاں نسخہ اسلام کی سنت میں تو ہرگز نہیں ملتا۔ ہاں اگر کوئی غیر اسلامی شخص اس کے جواز کی صورت میں پیدا کرے۔ تو ہم ان خود ہی قائل ہیں۔ کہ آریاؤں کے خاص طبقہ میں اس بھی یہ رواج موجود ہے کہ جب کسی عورت پر زنا کاری کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ تو وہ لوگ زانیہ کو پھر سے اپنے غاوند کے لئے حلال کرانے کے لئے اپنے مذہبی خزانے کے پاس لے جاتے ہیں۔ تو وہ بد طینت ایسا منہ کالا کرکے کہہ دیتا ہے: "چل شادی اب تو شدہ ہو گئی" (نور و باد من بذ الخرافات) سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حلالہ کی مروجہ رسم اگر اسلام کے روشن جہرے پر بد نماوے ہے اور اس مذہب حیلہ سے حاملین علم بری طرح بدنام اور ملوث ہیں تو پھر وہ کیا اسباب و علل ہیں۔ جو اس غیرت کش اقدام کو ہوا دیتے اور چاہتے ہیں۔ جب حالات کو واقعات کی کھسوٹی پر پرکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ذلیلانہ و روڈیانہ کرکوت کے پس پردہ ہماری دوسری کمزوریاں کام کر رہی ہیں پہلی چیز جو اس ذیل میں سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ طلاق و مندرہ طلاق سے متعلق قرآنی ہدایات و احکام سے بے علم ہونے کی وجہ سے جلد بازی کی اجنت میں گرفتار ہو کر یکبارگی تین طلاق دیتا ہے اور جب اس کے ہوش عام سطح پر آ جاتے ہیں۔ تو اس وقت اسے اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ پھر یہ پشیمانی اسے اس قدر پریشانی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ کہ بے چارہ اس سے نکلنے کیلئے محض حیلہ جوئی سے کام لیتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بیک وقت تین طلاقیں دے کر جہاں خود نہ امانت کا منہ دیکھتا ہے۔ وہاں دوسرے بہنو پر حیلہ جوئی کرکے شہوت رانی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس لئے طلاق کے بارہ بھی کوئی ٹھوس قدم اٹھانے سے پیشتر ان تمام حالات کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ جن کا طلاق کے بعد پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

دوسری چیز جو اس سلسلہ میں دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہم میں کثرت سے ایسے افراد موجود ہیں۔ جو غرض و دماغ کا سہارا لے کر حلالہ کی رسم کو رائج و باقی رکھنے پر تہمتیں بوسٹے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے (باقی صفحہ ۱۶ پر)







## یقینہ مجلس فکر (حصہ ۱)

ہے۔ دو مرتبہ زمین کا مالک سمجھتا ہے کہ گاؤں کے سب لوگ میرے ماتحت ہیں جس کی بہو بیٹی کو چاہوں بلاوں۔ یہ فرعونیت اور عنوت اس لئے ہے کہ مکیں کی تہذیب نہیں کی اور مکان کی کرتے رہے۔ شیخ کال مکیں یعنی روح کو تعلیم یافتہ اور مذہب بنادیتا ہے۔ تو اپنے عیوب نظر آنے لگتے ہیں۔ خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ کبر۔ حسد۔ عجب۔ جاہ طلبی اور زر طلبی وغیرہ روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ ساری دنیا چونکہ مکان کی صفائی کرتی ہے۔ اس لئے شیر۔ چیتے اور سانپ زیادہ زیادہ کھینچتی رہتی ہے وہ ایٹم بول سے ڈھائی لاکھ تباہی اڑا دیتے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور لڑائی میں زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کو۔ نے دایوں سے محبت نہیں کرتے۔

دیکھا آپ نے دشمنی میں بھی حد بندی کر دی گئی۔ اسلام سیدہ کو نہیں سکھاتا۔ اگر کوئی لڑنے کے لئے آئے تو اسلام یہ نہیں کہتا کہ بیٹھ کر مار کھاؤ۔

حضور کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے دل میں خدا برا بھی کہیں ہوگا۔ وہ جنت میں نہ جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہر شخص کا دل چاہتا ہے کہ میرے کپڑے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کبر نہیں ہے۔ کبر ہے بظہر الخقی و غلط النہی (ترجمہ) حق بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا یعنی جس کے پچھے پرانے کپڑے دیکھے اس کو ذلیل سمجھنے والا سنگتر ہے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ انسان جسم کا نہیں بلکہ روح کا نام ہے۔ مرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اندر جو کچھ تھا وہ انسان تھا۔ اسلام اس انسان کو مذہب بنانا چاہتا ہے۔ رواد ہمارے سامنے کئی جنازے نکلتے ہیں۔ لیکن ہم پھر بھی نہیں سمجھتے کہ مکان کی صفائی ضروری نہیں مکیں صاف ہونا چاہئے۔ یعنی جسم عمارت کو وہ اور کپڑے پچھے رہتے ہوں۔ تو کوئی پرہیز نہیں۔ مگر روح مذہب ہونی چاہئے انسان کی اسی خصلت شجاری کی شکایت اللہ تعالیٰ سورہ یوسف کے آخر میں فرماتے ہیں:-

وَكَايَ مِنْ اٰيَةِ فِي السَّمٰوٰتِ وَكَالْاَرْضِ نَبْءٌ وَّزِنَ عَلَيْنَا وَاَهْمَعْنَا مَعْنٰنَا  
(ترجمہ) آسمانوں اور زمین میں کئی نشانیاں ہیں۔ جن پر یہ گزر جاتے ہیں اور ان کا منہ موٹنے والے ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں جو میں نے عرض کی ہیں ان کا رنگ تب چڑھتا ہے۔ اگر شیخ کامل ہو اور طالب صادق

ہو۔ ہر شخص اپنے محبوب کی عزت کرتا ہے اور اسی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یقینی و یقینہ (ہمیں محبت خواہ کتنی چیز کی محبت ہو۔ اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) میں جب کبھی حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جاتا تو ہم دونوں باہر چلے جاتے۔ اور گھنٹوں اپنے شیخ حضرت اثری رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں کرتے رہتے۔ محبت کی بنا پر۔ رنگ چڑھتا ہے۔ پھر حالت یہ ہو جاتی ہے جو سرحی کے ایک شعر میں کسی نے بیان کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو پھر نہ سانپ نہ بھڑکے کالٹے کا اثر ہوتا ہے یعنی اگر انسان کی ہستی نہ ہو جائے۔ تو پھر کوئی برا بھلا بھی کہے تو یہ اس سے نہیں لڑتا بلکہ سوچتا ہے کہ آخر کچھ کیا ہو گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے منہ سے یہ الفاظ کہلوا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داری نبھانے لہو اس کے بعد مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## یقینہ خطبہ (حصہ ۱)

ترجمہ :-  
اور جن کا پہلا ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ ۱۰۰۰ شکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری کہنیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اب ہمارے رب ہم پر ہماری بدعتی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھڑکار رہے تھے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔  
اللہم ابد قومی فابنم لا یعلون

## مجاہدین ترقی

نہ صاحب نمازی نہ بیگم نمازی  
ترقی نے بخشی انہیں بے نیازی  
مٹھی اسکی راز صحتی کٹی اسکی چوٹی  
خدا کی عنایت سے دونوں میں غازی

## ہماری کتب

فطری حکومت از مولانا قادی محمد طیب سیم دیوبند قیمت ۴ روپے  
زندگی کے لطیف جانا زمرنا ایک ڈیپہ  
کشف حقیقت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ۱۳ آنے  
خطبہ شیخ الاسلام مولانا مدنی ۸ روپے  
حیات مسیح ۸ آنے  
دو خطبے مولانا ابوالکلام آزاد  
نبوت داؤد اکو {شاعر احرار سائیں جی} ۲ روپے  
بھڑکتے شعلے {شاعر احرار سائیں جی} ۲ روپے  
نیز ہر قسم کی علمی ادبی۔ مذہبی کتب حاصل کرنے کے ہماری خدمات حاصل کریں۔

لکھنے کا پتہ :-  
مکتبہ رفیق احمد ام الدین لاہور شہر لاہور

## مطبوعات انجمن ام الدین

چونتیس سال کا سٹمپ جلد ۲-۸-۰۰  
پانچوں تفاسیر کا مجموعہ جلد ۱-۸-۰۰  
خلاصۃ الملوکات جلد ۱-۲-۰۰

## خطبات

حضرت مولانا احمد علی صاحب  
خطبات حصہ اول جلد ۱-۸-۰۰  
" دوم " ۱-۰۰-۰۰  
" سوم " ۲-۰۰-۰۰  
خطبات حصہ چہارم " ۱-۳-۰۰

کتب لکھنے کا پتہ :-

دفتر انجمن خدام الدین لاہور  
درجہ شہداء والہ



## بقیہ خطبہ ۱۔ (ملائے لگے)

ان کی عمریں گزر جاتی ہیں۔ بالآخر نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ یہ حق پرست متبع شریعت۔ رضاء الہی حاصل کرنے کے لیے ساری عمر کی ذلت برداشت کرنے والے جب مرے گئے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی قبروں کو بہشت کا باغ بنادے گا۔

## ایک لطیفہ

ایک واقعہ مشہور ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو طعنہ کے طور پر کہا۔ ”کہ تیرے منہ وچ سود وٹا“ دوسرے نے کہا۔ ”تیرے منہ وچ وہابی وٹا“ پہلے شخص نے چیراں پھو کہ پوچھا۔ کہ وہابی کیا ہوتا ہے۔ اس نے کہا۔ ”سو سود وٹا کہ وہابی“ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ بھائیوں کی اصطلاح میں وہابی کتنا ذلیل ہے۔ یہ لقب ہے دین طیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو ذرا رکھنے والوں کو دیتا ہے۔

## خود ساختہ دینی رسمیں

گوشہ سطور میں چند رسموں کا ذکر کر چکا ہوں۔ جن میں سے کوئی بھی اسلامی نہیں ہے۔ حالانکہ اس جمل کے عوام مسلمان انھیں بھی دین ہی خیال کرتے ہیں۔ یہی لئے ان کے نہ کرنے والوں کو بھی وہابی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح چند رسمیں بطور دین کے ادا کی جاتی ہیں۔ اور ان کے نہ کرنے والوں کو بھی وہابی (یعنی اسلام کا دشمن) کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ ان رسموں کا کھوج نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملتا ہے۔ اور نہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ اور نہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ مثلاً مزارات ادبیائے کرام پر طیفہ بجانا۔ عرس کے موقع پر بازاری لگنے والی عورتوں کا کامزرات ادبیائے کرام کی پستی کی طرف اگر دوڑاؤ ہو کہ بیٹھ جانا۔ اور گانا گانا۔ اور ان کے پیچھے ہار بھینچنا۔ بلکہ کھانسی یا دوسرا کوئی ایسا چیز تو ان کے گلوں کو توڑنا۔ اور ان کے آواز نہ کرنا۔ یہی وہ رسمیں ہیں جو بعض ان لوگوں نے شرعی و عقلی اور عوامی اصولوں کی مخالفت میں۔ خواہ وہ اسلام کے پانچوں رکوں (کلمہ توحید کا اقرار۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) کا پابند ہو۔ وہ وہابی ہے۔ یعنی اسلام سے خارج ہے۔

## جیلنج

امیر اللہ کے ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں۔ کتاب و سنت کے بعد ان کے فیصلے کو اپنے لیے حجت مانتا ہوں۔ لہذا انہی کے لئے دوسرے حضرات علماء کرام کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر

مذکورۃ الصلہ رسول کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت کر دیں تو پھر ان کی مخالفت چھوڑ دیں گا اور اگر ثابت نہ کر سکیں۔ تو پھر ان حضرات کو چیلنج کرے کہ غیروں کی نظروں میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توہین نہ کر لیں۔ بلکہ ان کا دامن ان بدعات سے بری کرنے کی کوشش کریں۔

## قادری بھائیوں کو چیلنج

امیر اللہ نقشبندی۔ حقیقی۔ سہروردی۔ قادری چاروں طریقوں کے بزرگوں کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ اور حسن اتفاق کہ خود قادری طریقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں قادری بھائیوں کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ گوشہ سطور میں جو خلاف شرع رسمیں ذکر کی گئی ہیں۔ اور جن کے نہ کرنے والوں کو وہابی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا ان رسموں کو آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ واقعی وہ ان رسموں کے عامل تھے۔ ثبوت کی یہ صورت ہوگی کہ آپ ان کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ دیں جسے آپ حق نقید روایت کے لحاظ سے ثابت کر دکھائیں کہ یہ چیز ان سے منقول ہے۔ اور اس روایت کے راوی ثقہ بھی ہوں اور سند میں کہیں انقطاع بھی نہ ہو۔ اور کوئی راوی متبع اور متہم بالکذب بھی نہ ہو۔

## حضور کا دامن پاک ہے

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین ہے کہ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ان بدعات سے یقیناً پاک ہے۔ میرے معزۃ قادری بھائیوں! اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس مقدس ہستی کا سامنے سنت بنا۔ آمین یا اللہ العالمین۔

## حق پرستوں کے دشمن

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے جو لوگ حق پرست ہیں۔ جن کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ ان کے دشمن جو قسم کے ہیں۔ ایک وہ بدعتی طبقہ جس کا ذکر اوپر بالتفصیل آچکا ہے۔ اور دوسرا

## یوہین اہم کا دلدادہ نوجوان

حق پرست علمائے کرام مسند نشین خیر الانام علی صاحبنا اللہ ہیں۔ جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام۔ دنیا داروں سے روایہ بنا کر ان سے خواہشات نفسانی کے بندوں۔

بدعتیوں۔ بدعتیوں۔ شرک و بت پرستی میں مبتلا ہونے والوں کو ہر معاملہ میں ٹوکنے کے لیے۔ اسی سبب سے وہ بدعتی۔ دنیا کے لشکر میں غور طبقہ ان مبارک اور پاک ہستیوں کا دشمن ہو جاتا تھا۔ اسی طرح آج یوہین اہم کے دلداران کو علماء کرام کا حق پرست طبقہ ان کی بھائیوں اور بدعتیوں پر سختی سے جرح کرتا ہے۔ کہ زنا نہ کرو۔ شراب نہ پیو۔ ڈانس نہ کرو۔ سینما میں نہ جاؤ۔ ثبوت نہ لو۔ پیشاب کر کے ڈھیلے سے یا پانی سے استنجا ضرور کرو۔ دغیرہ وغیرہ۔ تو یہ بے دین طبقہ بدعت کے ان علمبرداروں کو براہم کرتا ہے۔ کہ مولوی! بڑے بڑے ایمان میں۔ انہیں کوئی عقل نہیں ہے۔ انہیں کوئی سلیقہ نہیں آتا۔

## حق پرست علماء کرام کو صبر کی تلقین

قولہ تعالیٰ:-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ يَتَذَكَّرُوا الْيَحْيٰى وَمَا يَذَكَّرُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اَلَمْ يَسْمَعُوا وَالْصَّٰبِرِ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ يَتَذَكَّرُوا وَالَّذِيْنَ يَتَذَكَّرْ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اَلَمْ يَسْمَعُوا وَالَّذِيْنَ يَتَذَكَّرْ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اَلَمْ يَسْمَعُوا وَالَّذِيْنَ يَتَذَكَّرْ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اَلَمْ يَسْمَعُوا

(سورۃ البقرہ رکوع ۷۷-۷۸ پارہ ۱۷) ترجمہ:- کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تمہیں جو (حالات) پیش نہیں آتے۔ جو ان لوگوں کو پیش آتے۔ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی۔ اور بلا دے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بول اٹھے۔ کہ اللہ کی مدد رکب ہوگی۔ سو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

## قیامت کے دن کا نقشہ

حق پرست علماء کرام کی آواز کو تسلیم نہ کرنے بلکہ ان کی توہین۔ تذلیل اور تکذیب کرنے والوں کا قیامت کے دن یہ حال ہوگا۔

قولہ تعالیٰ:- وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُ يَبِئْسَ فَاوْلٰكِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ جٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وَوُجُوْهُهُمْ اِلَآءَ رِجْمٍ رَّيْحًا ۝ اَلَمْ يَكُنْ اِلٰهِيْكُمْ تٰبُوْا عَلٰیكُمْ فَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا سَرَّيْنَا عَلٰیكَ سُبُوْحٰنَا وَكُنَّا قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا نَاَنْ عُدْنَا ۝ فَاِنَّا كٰلِمِيْنَ ۝ قَالْ اَخْسَرُوْا نِیْسًا ۝ لَا تَكْفُرُوْنَ ۝

(سورۃ المؤمن رکوع ۷۷ پارہ ۱۷) (ترجمہ و تفسیر ص ۱۷۷)



# پہلوں کا سفر

از خادم دین

## پہلوں کی بڑی باتیں

ہاں ایک بہت بڑا مسلمان بادشاہ گذرا ہے۔ ساری دنیا میں اس کی بادشاہت کی وھوم تھی۔ ایک مرتبہ اس کے سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) کے ایک بہت بڑے جج اس کے یہاں جہان ہوئے۔

ہاں بھی بہت بڑا عالم تھا۔ اور یہ جج صاحب بھی بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ ہاں نے جج صاحب کو رات کو اپنے کمرہ میں سلا یا۔

آخر رات میں جج صاحب کی آنکھ کھلی اُن کو پیاس لگ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور چاروں طرف نظر دوڑانے لگے کہ کہیں پانی رکھا تو پی لیں۔

ہاں جاگ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جج صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی نگاہیں کچھ ڈھونڈ رہی ہیں۔ اُس نے پوچھا۔

”قاضی صاحب کیا بات ہے؟“  
بادشاہ کے ساتھ ایک کمرہ میں سونا جتنی بڑی عزت کی بات ہے۔ ایسی ہی خطرہ کی بات بھی ہے۔ ذرا سے شبہ پر گرفتاری ہو سکتی ہے۔ اور عزت و شہرت کی بجائے سبیل اور پھانسی کی سزا مل سکتی ہے۔

قاضی صاحب نے فوراً جواب دیا۔  
”وہ جناب والا پیاس لگ رہی ہے؟“  
ہاں خود اٹھا۔ جہاں پانی رکھا ہوا تھا۔ وہاں پہنچا اور گلاس میں پانی لے کر قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ قاضی صاحب بادشاہ کے اخلاق کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ عرض کیا۔

”موجود نے کیوں تکلیف فرمائی اس

طرف غلام سو رہے ہیں۔ ان کو اُدا تہ دے کر فرما دیتے۔“ بادشاہ نے جواب دیا۔

”وہ دن بھر کے تھکے ماڈے اس وقت آرام کر رہے ہیں۔ اُن کی نیند خواب کرنا مناسب نہیں۔ یہ خدمت میرا فرض تھا۔ کیونکہ مجھے اپنے باپ دادا کے واسطے سے یہ بات پہنچی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔“

”جو سردار ہوتا ہے۔ وہ قوم کا خادم ہوتا ہے۔“

م نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نافذوی کا نام سنا جو گاہ۔ ہندوستان کی مشہور مذہبی یونیورسٹی جس کا نام دارالعلوم دیوبند ہے۔ اس کی بنیاد آپ نے ہی رکھی تھی۔ آپ بہت سادہ مزاج اللہ دالے عالم باطل تھے۔ آپ کسی طرح کا ٹھٹھا کسی وقت بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ لباس بہت سادہ پہنا کرتے تھے۔ آپ کو دیکھ کر کوئی بھی یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہوں گے۔

ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ کھد کے کپڑے پہنے ہوئے پیدل سفر کر رہے تھے۔ تھانہ کا ایک سپاہی بھی نہ جا رہا تھا۔ اس نے مولانا کو سمجھا کہ کوئی غریب آدمی جا رہا ہے۔ یہ پولیس کے آدمی غریبوں پر شہر سوار کرتے ہیں۔ اس سپاہی نے بھی اپنی اسی خصلت سے کام لیا۔ سپاہی کے

پاس کچھ بوجھ تھا۔ اس نے قریب آدمی سے کہا کہ سر پر رکھو۔ غریب اٹھا نے سر پر رکھ لیا۔ اور ساتھ ساتھ چل دیا۔

سپاہی اسی طرح اکڑتا ہوا تھانہ پہنچ گیا۔ تھانہ دار اتفاق سے نیا آیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہندوستان کا سب سے بڑا عالم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب، سر پر سدان اٹھائے ہوئے سپاہی کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ تھانہ دار مولانا کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور حضرت مولانا کے استقبال کو دوڑا۔ اب تو سپاہی کے پیروں تلے سے زمین ٹکٹے لگی۔ کہ یہ خدا جانتے کون ہے کہ داروغہ صاحب ان کی عزت کے لئے پیچھے جا رہے ہیں۔ اس کو قہر ہوا کہ تھانہ دار صاحب مجھے برخاست کر اگر چھوڑیں گے۔ وہ بہت شرمندہ ہوا مولانا نے اس کی پریشانی کو مٹا دیا۔ آپ نے فوراً تھانہ دار صاحب سے خود ہی کہہ دیا کہ یہ دیوان جی تنگ گئے تھے۔ ان سے سالانہ نہیں چل رہا تھا۔ میں نے کہا میں پہونچا دوں گا۔ میں ان کے ساتھ یہاں تک چلا آیا۔ سپاہی نے مولانا کے یہ اخلاق دیکھے تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ آپ کا غلام بن گیا۔

پیارے بھو! ان دونوں کہانیوں میں کتنا بڑے درس سبق ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کو قوم کی سرداری یا ذمہ داری کا عہدہ مل جائے۔ تو قوم کی خدمت کرنا اس کے ذمہ فرض ہے۔

(۲) بلند اخلاق پیدا کرو گے تو بڑے بڑے فرعون مزاج بھی مہتاری عزت کریں گے جس قوم کے بچوں میں یہ ذہن بیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ قوم دنیا میں تاج و تخت کی اور آخرت میں جنت الفردوس کی مالک بنا دی جاتی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ پاکستانی بچوں کو یہ خوبیاں اپنے اللہ پیدا کرے اس ملک کو نیک نام بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔



# ہفت روزہ خبریں

کامیاب آئین وفاقی طرز کا ہوگا کشمیر کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے تمام پارٹیوں کی کانفرنس اسی جیسے منعقد کی جائے گی۔

— دمشق - ۲ ستمبر - غارہ میں مصر اور اسرائیل کی کشیدگی کے پیش نظر شاہی فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عراق - اردن کی طرف سے مصر کو ہر قسم کی امداد کی پیش کش کی گئی ہے۔

— نئی دہلی - ۲ ستمبر - گورنر کی صحت میں مشرقی پنجاب کا نظم و نسق مرکز کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ یہ اعلان مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ لال بہم سہی پتھر نے کانگرس کے اجلاس میں کیا۔

— کراچی - ۲ ستمبر - خجرائی ہے کہ سندھ میں سیلاب کی صورت حال پر قابو پایا گیا۔ اب تک ۶ افراد اور ۱۵۶ مویشی ہلاک ہو چکے ہیں۔

— لاہور - ۲ ستمبر - سرکاری اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے تین کروڑ پچاس لاکھ روپے کا ایک نیا قرضہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرح فراہم شدہ رقم اب پانچویں ذراعت اور دوسرے ترقیاتی منصوبوں پر صرف کی جائے گی۔ قرضے کی رقم ۱۶ ستمبر تک وصول کی جائے گی۔

ان پر ۳ فیصدی نفع دیا جائے گا۔ اور اس کی قیمت اجراء سو روپیہ ہوگی۔

— قاہرہ - ۳ ستمبر - مصر اور اسرائیل نے غارہ میں لڑائی بند کرنے کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ لبنان اور شام نے اسرائیلی جارحیت کی بندک تمام کے لئے مشترکہ اقدام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— لاہور - ۳ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے ۵ ستمبر کو عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کے نتائج کا جائزہ لینے کے لیے کمشنروں کے صدر مقامات پر ڈپٹی کمشنروں کے اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— لاہور - ۵ ستمبر - رادی اور جناب کی ہالانی دادیوں میں شدید بارشوں کی وجہ سے ان میں سیلاب کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ سکھر کے قریب ایک اور حفاظتی بند میں سو فٹ چوڑا شنگاف پڑ گیا ہے۔

حیدر آباد کراچی روڈ کئی مقامات پر ٹوٹ گئی ہے۔ ہالاکے قریب جس بند میں چند روزہ بوسے شنگاف پڑ گئے تھے۔ تاحال انکی مرمت نہیں ہوئی ہوئی حکومت نے عامہ کے انفراد پانچ روزہ ایک نیا حفاظتی بند تعمیر کرنے میں مصروف ہیں تاکہ مزید تباہی کو زیر آب آئے سے بچایا جاسکے۔

## انتقال برملال

لاہور کے مذہبی طبقہ میں حضرت مولانا حافظ محمد صادق صاحب خطیب مسجد بیٹیاں اندرون کوہاری دروازہ لاہور کے انتقال کی خبر نہایت افسوس سے سنی گئی۔ آپ کچھ عرصہ پہلے علالت کے باعث اپنے گاؤں ضلع شکیں تشریف لے گئے تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور حافظ قرآن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو فی ان کو ممتاز درجہ عطا فرمایا تھا۔ نہایت جری اور دیوار تھے۔ حق کی حمایت میں باوقار فی کلمے بھی تیار رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ اور میں امدگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

— کراچی - ۲۸ اگست - خجرائی ہے کہ ایک یونٹ بل کے پیش تر پہلویں پر مسلم لیگ اور متحدہ خاندانیں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ ایک یونٹ کی منظوری کے بعد آئین میں وفاقی خود مختاری کے متعلق وضاحت شامل کرنی جائے گی۔ وحدت مغربی پاکستان میں کراچی کی مقبلیت میں اختلافات دلائل باقی ہے۔

— لاہور - ۲۸ اگست - خود مختاری کے سوال پر مراکش اور فرانس کے نمائندوں میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ مراکش کے مختلف نمائندوں کے درمیان بھی اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

— کراچی - ۲۸ اگست - مرکزی حکومت کے اعلیٰ افسروں سے چودری محمد علی منیر اعظم نے خطاب کرتے ہوئے کہا: "ہو بہرستی اور بددعائی کا نام و نشان تک مٹا دیجئے"

— کراچی - ۳۱ اگست - دستور پر پاکستان میں مسلم لیگ اور متحدہ محاذ پارٹیوں کی سب کمیٹیوں نے سفارش کی ہے کہ ایک یونٹ اسمبلی کے انتخابات منظور منعقد کئے جائیں۔ کراچی کو آئین کی تکمیل کے لئے وحدت مغربی پاکستان میں شامل کیا جائے گا۔

— سکھر - ۳۱ اگست - روڈ پٹری کی چار سو برس پرانی تاریخی جامع مسجد سندھ کے سیلاب کی زد ہو گئی۔ سکھر اور رٹکانہ میں ۱۲ سیاح ہلاک ہوئے۔ زیر آب آگئے۔

— پیرس - ۳۱ اگست - فرانس نے مراکش کو ۱۲ ستمبر تک خود مختاری دینے کا فیصلہ کر لیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ موجودہ سلطان کی تخت سے دستبرداری کے بعد تین افراد پر مشتمل رجسٹری کونسل قائم کی جائے گی۔ جو مراکش کی پہلی کونسل تیار کرے گی جس میں قوم پرست نمائندے بھی شامل ہوں گے۔

— کراچی - ۳۱ اگست - وزیر اعظم محمد یونس نے کہا ہے۔ پاکستانی بھروسہ شدہ کے ہلاک تیرہ سو بارہویں برسی منائی گئی۔ تمام بڑے شہروں میں شہید و الجناح اور قزاقوں کے جلوس نکائے گئے۔

— سکھر - ۳۱ اگست - سندھ میں ساٹھ ہزار شخص بے خانہ مال ہو گئے۔ منسلح دادو کے جیسول دیہات دس فٹ پانی میں ڈوب گئے۔ ایک ہزار اور مریج میل کے زائد رقبہ میں فصلوں اور جاندار کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

— کراچی - ۳۱ اگست - سیاسی مبصرین کی رائے ہے کہ کراچی کے بڑے ایک یونٹ سیاسی اور اقتصادی طبع پر تباہ ہو جائے گا۔ خطوط پارٹی کی سب کمیٹی کی اس سفارش پر مگر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

— کراچی - ۳۱ اگست - خجرائی ہے کہ مسٹر چندر گرو سبانی گورنر پنجاب (مذہب قانون) مفرد کو دے گئے ہیں۔ انہوں نے آج شام مرکزی ذریعہ قانون کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا۔ سابق ذریعہ قانون مسٹر کے کے دتہ اب صحت کا شدید بیمار ہیں گئے۔

— کراچی - یکم ستمبر - دستور کی طرف سے شمالی افریقہ میں فرانس کے نظام کی متفقہ طور پر مذمت کی گئی ہے۔ دستور ساز اسمبلی میں وزیر اعظم چودری محمد علی نے اعلان کیا ہے کہ حکومت پاکستان الجہاد اور مراکش کے عوام کی پوری پیروی حمایت کرے گی۔

— کراچی - یکم ستمبر - دستور ساز اسمبلی میں میاں عبدالباری نے اعلان کیا ہے کہ ہر باقی اختلافات کو فراموش کر کے پاکستان کی تعمیر میں ہاتھ ملایا جائے۔

— قاہرہ - یکم ستمبر - فلسطین کے دس عرب رضا کار ہلاک اور اٹھارہ زخمی ہو گئے ہیں۔ غارہ کے جنوب مغرب میں مصر اور اسرائیل کے فوجی دستوں میں تصادم ہو گیا۔

— کراچی - ۳۱ ستمبر - وزیر اعظم - چودری محمد علی نے آج اعلان کیا ہے کہ پاکستان